EVANGELISTIC PREACHING

By

REVD. CANON R. W. F. WOOTTON, M.A.

بشارتی منادی

از

کینن آر۔ ڈبلیو۔ ایف ووٹن

ایم۔اے







بشارتی منادی

از

کینن آر۔ ڈبلیو۔ ایف وُڈ ایم۔ اے

مصنّف
"خُطبات" و "مسیحی عبادت کے اصل و اصول"

پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

بار اوّل ۱۹۶۳ء تعداد ۱۰۰۰

پیش لفظ

۱۹۵۵ء میں ، جب بشارتی پیش قدمی کی تحریک کی تیاری میں بشارت پر چند کتابچے تصنیف ہُوئے تو وُہ کلیسیائے پاکستان کے لئے مفید ثابت ہُوئے ۔ اُس وقت میرا ارادہ تھا کہ دیگر مضامین کے علاوہ بشارت کے متعلق ایک کتابچہ تیار کروایا جائے مگر اُس وقت یہ کام نہ ہو سکا۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ جو لوگ بشارتی خدمت میں سرگرم ہیں ، اُن میں سے تھوڑے ہی دلچسپ اور مؤثر طور پر خوشخبری کا پیغام پیش کر سکتے ہیں۔ مَیں کسی اُردو کی کتاب سے واقف نہیں ، جو ایسے لوگوں کی خاص معاونت کر سکے ۔ لہذا مَیں نے اِسی مقصد سے اِس چھوٹی کتاب کو چھپوانا مناسب سمجھا ۔ مجھے اُمید ہے کہ میرے وُہ عزیز بھائی جو اِس اہم خدمت کا شوق رکھتے ہیں ، اس سے فائدہ اُٹھائیں گے ۔ اِس امر میں مَیں نے آگرہ اور پنجاب دونوں میں اپنے دیسی بھائیوں کے نمونہ سے بہُت کچھ سیکھا ہے ۔ اور یہ کتاب زیادہ تر انہی اسباق پر مبنی ہے۔

کتاب مقدس کے علاوہ مَیں نے ایک کتاب سے خاص فائدہ اُٹھایا جسے مشہُور و معروف انگریز مبشر برائن گرین (BRYAN GREEN) نے قلمبند کیا ہے ۔ اس کتاب کا نام بشارتی مُنادی (EVANGELISTIC PREACHING) ہے ۔

علاوہ ازیں مَیں نے کچھ اَور مواد اس کتاب میں قلمبند کیا ہے جس کا موضُوع طریقہائے بشارت ہے۔ یہ موضُوع باقی کتاب کے موضُوع کے ساتھ بہُت حد تک ملتا ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین کرام کو اس سے دلچسپی ہوگی۔ اَور وُہ اس سے کافی فائدہ اُٹھائیں گے۔

کاش کہ ہمارا رحیم وَ کریم خُدا اپنی اس کلیسیا کو جو ہند و پاکستان میں ہے، خُداوند یسُوع مسیح کی جلالی خُوش خبری کو سُنانے کے لئے ترغیب دے اَور اسے کثیر التعداد رُوحوں کی نجات کے لئے استعمال کرے ۔

آر۔ ڈبلیو۔ ایف وُڈ

گوجرانوالہ

باب اوّل

بشارت یا خوشخبری کیا ہے؟

یونانی لفظ (EUANGLION) کے وہی معنے ہیں جو اُردو لفظ خوشخبری کے ہیں اور عموماً اُردو میں اُس کا وہی ترجمہ ہے، مگر بعض آیات میں اس کا ترجمہ لفظ انجیل کیا گیا ہے جو اسی یونانی لفظ سے نکلا ہے۔ اگر ہر جگہ لفظ خوشخبری ترجمہ میں آتا تو شاید یہ بہتر ہوتا مثلاً مرقس ۸ : ۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔ اس لفظ کا فعل EUANGELIZOMAI یعنی خوشخبری دینا ہے، جہاں موجودہ ترجمہ یوں ہے رومیوں ۱ : ۱۶ "کیونکہ مَیں انجیل سے شرماتا نہیں، اس لئے کہ وہ ہر [illegible] ایمان لانے والے کے واسطے پہلے یہودی اور پھر یونانی کے واسطے [illegible] نجات کے لئے خُدا کی قدرت ہے"۔ مگر ۱۔کرنتھیوں ۹ : ۱۸ میں اس [illegible] لئے انجیل کی منادی کرنا آتا ہے۔

اناجیل اربعہ میں خوشخبری

اناجیل میں اس کا استعمال عہد عتیق سے کیا گیا ہے۔ یسعیاہ ۶۱ : ۱ "خداوند خدا کی روح مجھ پر ہے، کیونکہ اُس نے مجھے مسح کیا تاکہ حلیموں کو خوشخبری سناؤں۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ شکستہ دلوں کو تسلی دوں۔ قیدیوں کے لئے رہائی اور اسیروں کے لئے [illegible] منادی کا اعلان کروں"۔ خداوند نے ناصرت کے عبادت خانہ میں ذکر کیا کہ آج یہ مجھ میں پورا ہوا ہے۔ (لوقا ۴ : ۱۸ ۔ ۲۰ ملاحظہ فرمائیں)، خداوند کی اپنی منادی خوشخبری

کہلاتی ہے اور اس کا موضوع مرقس ۱: ۱۵ میں دیا گیا ہے یعنی کہ وقت پُورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے (دوسرے ترجمہ کے مطابق "خدا کی بادشاہت آگئی ہے توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ) وُہ بادشاہی کی خوشخبری کہلاتی ہے کیونکہ یہی اُس کا مقدم مضمون ہے۔ (متی ۴: ۲۳، ۹: ۳۵ ملاحظہ فرمائیں)۔

کلیسیا میں لفظ خوشخبری کا استعمال

یہی لفظ کلیسیا کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ لفظ خوشخبری اور اس کا فعل اکثر کلیسیا کے پیغام کے لئے آتا ہے جو غیر مسیحیوں کو دیا جاتا تھا خواہ وُہ یہودی تھے یا غیر یہودی۔ اعمال کی کتاب کے پہلے باب میں یہ لفظ کم ملتا ہے اور اس کی بجائے لفظ "کلام" آتا ہے LOGOS (اعمال ۲: ۴۱) "پس جن لوگوں نے اُس کا کلام قبول کیا اُنہوں نے بپتسمہ لیا اور اُسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں مل گئے"۔ "اور منادی کرنا (اعمال ۸: ۵) اور فلپس شہر سامریہ میں جا کر لوگوں میں مسیح کی منادی کرنے لگا"۔ اس کے ساتھ ہی اعمال ۹: ۲۰ ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں خدا کا کلام استعمال ہُوا ہے "اب اے خداوند اُن کی دھمکیوں کو دیکھ اور اپنے بندوں کو یہ توفیق دے کہ وُہ تیرا کلام کمال دلیری کے ساتھ سُنائیں" (اعمال ۴: ۲۹) اور ساتھ ہی اعمال ۴: ۳۱، ۸: ۱۴ ملاحظہ فرمائیں۔

اہلِ یہود کے لئے کلیسیا کی خوشخبری کا موضوع کیا تھا

اعمال کی کتاب کے وعظوں سے پتہ چلتا ہے کہ اُس میں مندرجہ ذیل خیالات تھے۔

۱۔ وُہ زمانہ آچکا تھا، جس کی پیشن گوئی انبیا نے کی تھی (دیکھئے اعمال ۲ : ۱۶)

۲۔ یسُوع ناصری جو مصلُوب ہُوا، وُہی مسیح ہے، جس کا وعدہ کیا گیا تھا (دیکھئے اعمال ۲ : ۳۶)

۳۔ جی اُٹھنے کے وسیلے وُہ نئے اسرائیل کا سردار ہونے کے لئے سرفراز کیا گیا ہے (دیکھئے اعمال ۲ : ۳۳-۳۶)

۴۔ کلیسیا میں رُوح القُدس کا وجُود مسیح کی موجُودہ قوت اور جلال کا ثبوت ہے۔ (دیکھئے ۲ : ۱۷-۲۱)

۵۔ وُہی یسُوع دوبارہ آئے گا۔ (دیکھئے اعمال ۳ : ۲۱)

۶۔ توبہ کرو اور معافی یا نجات پاؤ۔

یہ غور طلب بات ہے کہ آخری خیال کے سوا باقی ساری باتیں حقائق ہیں نہ کہ نصیحتیں یعنی یہ اُن باتوں کا ذکر ہے جو فی الحقیقت واقع ہُوئیں یا ہونے والی ہیں، نہ کہ وُہ کام ہیں جو ہمیں کرنے واجب ہیں۔

غیر اقوام کے لئے خُوشخبری کا کیا موضُوع تھا

بُت پرستوں اور دیگر غیر یہُودیوں کے لئے خاص یہُودی باتیں مثلاً "یسُوع ہی مسیح موعُود ہے" خالی از مطلب تھیں۔ لہٰذا یہ غیر یہُودیوں کے سامنے پیش نہیں کی جاتی تھیں۔ اعمال کی کتاب کا کوئی وعظ اُس مکمل مسیحی خُوشخبری کو بیان نہیں کرتا جو غیر یہُودیوں کو دیا جاتا تھا۔ اعمال ۱۴ باب میں پولُس اور برنباس جو لُسترہ والوں کو اپنی پرستش کرنے سے روک رہے ہیں، اس بات کی ضرُورت پیش کرتے ہیں کہ زندہ خُدا کی طرف رجُوع لائیں۔ اور اس کے لئے خوشخبری

کہلاتی ہے اور اس کا موضوع مرقس ۱: ۱۵ میں دیا گیا ہے یعنی کہ وقت پورا ہوگیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے (دوسرے ترجمہ کے مطابق "خدا کی بادشاہت آگئی ہے توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ) وُہ بادشاہی کی خوشخبری کہلاتی ہے کیونکہ یہی اُس کا مقدم مضمون ہے۔ (متی ۴: ۲۳، ۹: ۳۵ ملاحظہ فرمائیں)۔

کلیسیا میں لفظ خوشخبری کا استعمال

یہی لفظ کلیسیا کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ لفظ خوشخبری اور اس کا فعل اکثر کلیسیا کے پیغام کے لئے آتا ہے جو غیر مسیحیوں کو دیا جاتا تھا خواہ وُہ یہودی تھے یا غیر یہودی۔ اعمال کی کتاب کے پہلے باب میں یہ لفظ کم ملتا ہے اور اس کی بجائے لفظ کلام "آتا ہے LOGOS (اعمال ۲: ۴۱) "پس جن لوگوں نے اُس کا کلام قبول کیا اُنہوں نے بپتسمہ لیا اور اُسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں مل گئے"۔ اور منادی کرنا (اعمال ۸: ۵) اور فلپس شہر سامریہ میں جا کر لوگوں میں مسیح کی منادی کرنے لگا"۔ اس کے ساتھ ہی اعمال ۹: ۲۰۔ ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں خدا کا کلام استعمال ہُوا ہے"۔ اب اے خداوند اُن کی دھمکیوں کو دیکھ اور اپنے بندوں کو یہ توفیق دے کہ وُہ تیرا کلام کمال دلیری کے ساتھ سُنائیں" (اعمال ۴: ۲۹) اور ساتھ ہی اعمال ۴: ۳۱، ۸: ۱۴ ملاحظہ فرمائیں۔

اہل یہود کے لئے کلیسیا کی خوشخبری کا موضوع کیا تھا

اعمال کی کتاب کے وعظوں سے پتہ چلتا ہے کہ اُس میں مندرجہ ذیل خیالات تھے۔

۱۔ وُہ زمانہ آ چکا تھا، جس کی پیشین گوئی انبیا نے کی تھی (دیکھئے اعمال ۲: ۱۶)
۲۔ یسُوع ناصری جو مصلُوب ہُوا، وُہی مسیح ہے، جس کا وعدہ کیا گیا تھا (دیکھئے اعمال ۲: ۳۶)
۳۔ جی اُٹھنے کے وسیلے وُہ نئے اسرائیل کا سردار ہونے کے لئے سرفراز کیا گیا ہے (دیکھئے اعمال ۲: ۳۳-۳۶)
۴۔ کلیسیا میں رُوح القُدس کا وجُود مسیح کی موجُودہ قوت اور جلال کا ثبوت ہے۔ (دیکھئے ۲: ۱۷-۲۱)
۵۔ وُہی یسُوع دوبارہ آئے گا۔ (دیکھئے اعمال ۳: ۲۱)
۶۔ توبہ کرو اور معافی یا نجات پاؤ۔

یہ غور طلب بات ہے کہ آخری خیال کے سوا باقی ساری باتیں حقائق ہیں نہ کہ نصیحتیں یعنی یہ اُن باتوں کا ذکر ہے جو فی الحقیقت واقع ہُوئیں یا ہونے والی ہیں، نہ کہ وُہ کام ہیں جو ہمیں کرنے واجب ہیں۔

غیر اقوام کے لئے خُوشخبری کا کیا موضُوع تھا

بُت پرستوں اور دیگر غیر یہُودیوں کے لئے خاص یہُودی باتیں مثلاً ''یسُوع ہی مسیح موعُود ہے'' خالی از مطلب تھیں۔ لہٰذا یہ غیر یہُودیوں کے سامنے پیش نہیں کی جاتی تھیں۔ اعمال کی کتاب کا کوئی وعظ اُس مکمل مسیحی خُوشخبری کو بیان نہیں کرتا جو غیر یہُودیوں کو دیا جاتا تھا۔ اعمال ۱۴ باب میں پولُس اور برنباس جو لُسترہ والوں کو اپنی پرستش کرنے سے روک رہے ہیں، اس بات کی ضرورت پیش کرتے ہیں کہ زندہ خُدا کی طرف رجُوع لائیں۔ اور اس کے لئے خوشخبری

کا لفظ آتا ہے۔ "کہنے لگے کہ لوگو! تُم یہ کیا کرتے ہو؟ ہم بھی تمہارے ہم طبیعت انسان ہیں اَور تُمہیں خُوشخبری سُناتے ہیں تاکہ اِن باطل چیزوں سے کنارہ کرکے اُس زندہ خُدا کی طرف پھرو، جس نے آسمان زمین اَور سمندر اَور جو کچُھ اُن میں ہے پَیدا کیا" (اعمال ۱۴: ۱۵) لیکن وُہ پُوری خُوشخبری نہ سُنا سکے، جو کچُھ وُہ کہتے ہیں فطرتی مذہب سے تعلّق رکھتا ہے اَور خُوشخبری کی تیاری کہلایا جا سکتا ہے۔ اعمال ۱۷ باب میں مقدّس پولُوس کا وعظ پایا جاتا ہے جو ایتھنے شہر میں دیا گیا تھا شُروع میں وُہ فطرتی مذہب اَور یُونانی فلسفہ کے رنگ میں ذاتِ الہٰی کا تذکرہ کرتا ہے اَور توبہ اَور آئندہ عدالت اَور مسیح کے جی اُٹھنے کا بیان شُروع ہی کرتا ہے کہ وُہ اُس کے وعظ میں مداخلتِ بیجا کرتے ہیں (اعمال ۱۷: ۳۲) کیونکہ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۱-۱۱ میں پولُوس اُس خُوشخبری کو بیان کرتا ہے جو کہ کرنتھس کے لوگوں کو اُس نے دی تھی۔ وُہ یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ دیگر رسُولوں کا بھی یہی پیغام تھا۔ "پس خواہ میں ہُوں خواہ وُہ ہوں ہم یہی مُنادی کرتے ہیں اَور اسی پر تُم ایمان بھی لائے۔" (۱کرنتھیوں ۱۵: ۱۱)

یہاں رسُول دو باتوں پر زور دیتا ہے

۱۔ کہ خُداوند مسیح کتاب مقدّس کے مطابق ہمارے گُناہوں کے لئے مُوا اَور دفن ہُوا اَور یہ اُس کے مرنے کی اصلیّت کا ثبُوت ہے۔

۲۔ کہ خُداوند مسیح کتاب مقدّس کے مطابق جی اُٹھا، جس کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں اُس کا خاص مقصد مسیحی ایمان میں جی اُٹھنے کی اہمیّت کو ثابت کرنا ہے۔ اِس وجہ سے وُہ ایک دو باتیں نظر انداز کرتا ہے جو ہم اُس کی دیگر تصانیف سے معلُوم کر سکتے ہیں۔

۱- آیندہ عدالت۔
۲- مسیح کی آمد ثانی۔
۳- توبہ کرنے اور ایمان لانے کی ضرورت۔

یہ باتیں ۱ تھسلنیکیوں ۱ : ۹ - ۱۰ میں پائی جاتی ہیں۔

نتیجہ کلیسیا کی منادی میں خواہ یہودیوں یا غیر یہودیوں کے لئے ہو بڑا زور اس بات پر نہیں دیا جاتا تھا کہ انسان کو کیا کرنا ہے بلکہ اِس پر کہ خدا نے کیا کچھ کیا ہے یعنی اُس کے اُن نجات بخش کاموں پر جو خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے اُس نے کئے۔ یہی ہماری خوشخبری ہے، اِس کے بغیر صرف اچھی صلاح یا ہدایت باقی ہے جو ہرگز کسی کو گناہ کی غلامی سے چھڑا کر نئی زندگی نہیں دلا سکتی۔ ضرور ہے کہ ہمارا مسیحی پیغام ایسا ہی ہو، کیونکہ اگر وُہ خوشخبری ہے تو خبریں اُن کاموں کے بارے میں دی جاتی ہیں جو ہو چکے ہیں نہ کہ وُہ کام جو ہمیں کرنے ہیں۔

زمانہ حال میں ہماری خوشخبری کیا ہے؟ بیشک انسانوں کی بُنیادی رُوحانی ضرورت زمانہ بہ زمانہ نہیں بدلتی، اِس لئے اِن کے لئے اِس خوشخبری کا پیغام بھی نہیں بدلتا۔ اِنسان ہنوز گنہگار ہے، اُسے ایک نجات دہندہ کی ضرورت ہے اور یہی بشارت کا مقصد ہے کہ خدا کے اُس نجات بخش کام کو پیش کیا جائے جو خداوند مسیح میں ہُوا تاکہ لوگ اُس کو قبول کر کے نجات پائیں، لیکن وُہ طریقہ جس سے یہ مقصد انجام پاتا ہے، مختلف زمانوں میں اور مختلف قوموں کے درمیان بہت حد تک مختلف ہوتا ہے جہاں لوگ کتاب مقدس کے الفاظ اور اصطلاحات سے بخوبی واقف ہیں، اور عام طور پر اُس کی سچائی کے

قائل ہیں، وہاں ہم کسی حد تک اُنہی الفاظ میں مُنادی کر سکتے ہیں جو پولُوس اور دیگر مبشّرین استعمال کرتے تھے۔ لیکن جہاں لوگ کتابِ مُقدّس کے مفہُوم اور خیالات سے بالکل ناواقف ہیں، وہاں اُن ہی الفاظ میں مُنادی کرنا بالکل بیسُود ہے کیونکہ ایسے ماحول میں ایسے الفاظ سامعین کے لئے بے معنی ہوں گے ہمیں بائبل کے ترجمہ میں ایسے الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں جو کسی دُوسرے مذہب سے تعلّق رکھتے ہیں۔ اگر اُن کی صاف وضاحت نہ کی جائے تو بہُت سی غلط فہمیاں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ تاہم ہم کسی زبان یا لُغت سے کام کیوں نہ لیں، ہمارے سامنے تین بڑی حقیقتیں ہیں، جن کا کسی نہ کسی طریق سے سامعین پر واضح کرنا لازمی و لابُدی ہے۔ ہم ہیچ ہیچ اُنہیں خُوشخبری دینا چاہتے ہیں۔

خُوشخبری کی تین٣ بڑی حقیقتیں

باب دوم

(الف) انسان کی اہم ضرُورت

انسان کو خُدا اور نجات کی ضرُورت ہے۔

عام طور پر لوگ اُس وقت تک کسی طبیب کے پاس نہیں جاتے، جب تک وُہ اپنے آپ کو بیمار نہیں سمجھتے۔ اُسی طرح وُہ خُداوند مسیح اور نجات کے طالب نہ ہوں گے، جب تک اِن لوگوں کو اُن کی اِس ضرُورت کا یقین نہ ہو۔ مقدّس پولُوس رسُول جہاں خُدا کے عجیب فضل کی تعلیم دیتا ہے، وہاں وُہ لئے عبادتوں میں پہلے انسان کی ضرُورت کی، ایک نہایت تاریک تصویر کھینچتا ہے۔ (ملاحظہ ہو افسیوں ۲: ۱-۳، ۱۲ اور رُومیوں ۱: ۱۸، ۳: ۲۰) یُوں تاریک پہلو بیان کرنے کے بعد الٰہی فضل کے روشن پہلو کی مُنادی زیادہ پُرمعنی اور مؤثر ہو جاتی ہے۔ اس ضرورت کا احساس پیدا کرنا بے شک رُوح القُدس کا کام ہے، اور یہ انسان کے بس کی بات نہیں، کیونکہ رُوح القُدس اِس مقصد کے

لئے انسانی الفاظ استعمال کرتا ہے ۔ تاہم سامعین کے لئے ہماری دُعائیں اُور ہمارا پُرمحبّت اُور پُرفکر رویّہ اکثر ہمارے الفاظ سے زیادہ مُؤثر ثابت ہوتا ہے ۔ اِس بات کو مدِنظر رکھنا چاہیئے کہ ضرُورت کے احساس سے یہ لازمی طور پر مُراد نہیں کہ لوگ شدّت سے اپنے شخصی گُناہوں کے بارے میں قائل ہو جائیں کیونکہ اکثر نئی زندگی کے تجربے کے بعد یہ چیز پیدا ہوتی ہے ۔ بعض دفعہ احساس محض ناکامی کا احساس ہوگا یا اس بات کی قائلیّت ہوگی کہ ہم اپنی زندگی کا حقیقی مقصد پُورا نہیں کر رہے یا ہماری زندگیاں دراصل کسی حقیقی مقصد سے خالی ہیں ۔ بعض اوقات یہ احساس محض ایک باطنی بے چینی یا باطنی کش مکش کا احساس ہوگا جس کا سبب ہم پُورے طور پر نہیں پہچانتے ۔ اِن حالات میں ہم کس طرح سے مذکُورہ ضرُورت کے احساس کو پیدا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں ۔

اس کے لئے کئی ایک تجاویز عمل میں لائی جا سکتی ہیں، جنہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

گُناہ سے قائلیّت پیدا کرنے کے طریقے

۱۔ ہم براہِ راست گُناہ کے خلاف مُنادی کر سکتے ہیں

ہم انسان کی نافرمانی اُور بغاوت کو بیان کر سکتے ہیں ۔ ہم دَورِ حاضرہ کی انسانی زندگی کے ساتھ اُس کا تعلّق ظاہر کر سکتے ہیں ۔ محض لفظ گُناہ کا استعمال مُفید نہیں ، کیونکہ بہُت سے

لوگ اس کے حقیقی معنوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور قطعی طور پر اس کے مفہوم سے نا آشنا ہیں۔ بعض مذاہب کے بچوں کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ داڑھی منڈوانا گناہ ہے۔ تاہم خاص گناہوں کا ذکر کرنا مفید ہے۔ ایک مسیحی جماعت کے لئے مؤثر طریقہ یہ ہے کہ کلام مقدس کی کسی عبارت کا ذکر کریں، جس میں خاص گناہوں پر ملامت کی گئی ہے، مثلاً غصہ (متی ۵: ۲۲) ناپاک خیالات (متی ۵: ۲۸) بدلہ لینے کی خواہش (متی ۵: ۳۹) معاف نہ کرنا (متی ۱۸: ۲۱-۳۵) ریاکاری (متی ۲۳: ۲۷-۲۸) سستی (متی ۲۵: ۱۵-۲۸) بُرے خیالات (مرقس ۷: ۲۱-۲۳) رُوحانی غرور (لوقا ۱۸: ۹-۱۴) جھوٹ (یوحنا ۸: ۶۶) جھوٹ (اعمال ۵: ۱-۱۱) طرح طرح کے گناہ (رومیوں ۱: ۲۹-۳۱) حرام کاری (رومیوں ۶: ۱۳-۱۸) متفرق گناہ (گلتیوں ۵: ۲۰-۲۱) غصہ (افسیوں ۴: ۲۱) بیہودہ گفتگو وغیرہ (افسیوں ۵: ۳-۵) جھوٹ (کلسیوں ۳: ۹) لالچ اور ناپاکی (کلسیوں ۳: ۵) ناپاکی (۱-تھسلنیکیوں ۴: ۳-۸) سستی (۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۱) متفرق گناہوں کی فہرست (۱-تمتھیس ۱: ۸-۱۰) (۲-تمتھیس ۳: ۲-۵) متفرق گناہ (طیطس ۳: ۳) زبان کے گناہ (یعقوب ۳: ۱-۱۲) جھگڑا (یعقوب ۴: ۱-۲) بڑبڑانا (یعقوب ۵: ۹) (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۰) عداوت (۱-یوحنا ۴: ۱۱-۱۵) بزدلی (مکاشفہ ۲۱: ۸)

جھوٹ (مکاشفہ ۲۱ : ۲۷ ؛ مکاشفہ ۲۲ : ۱۵) وغیرہ وغیرہ۔
اس طریقے کو استعمال کرتے وقت ہمیں مندرجہ ذیل غلطیوں سے بچنا چاہیئے۔

(ا) ہم کسی کو اس بات کے سوچنے پر آمادہ نہ کریں کہ ہم براہِ راست اُسی پر حملہ کر رہے ہیں۔ اگر شخصی ملامت کرنا ضروری ہو تو یہ فرض خلوت میں ادا ہونا چاہیئے۔

(ب) ہمیں ان خاص عملی گُناہوں پر جنہیں ساری دُنیا گُناہ سمجھتی ہے، زیادہ زور نہیں دینا چاہیئے بلکہ ہمیں لگاتار غفلت کے گُناہوں کا تذکرہ کرنا چاہیئے مثلاً سُستی یا دُوسروں سے محبّت نہ رکھنا۔ ضرورت کے وقت دُوسروں کی خبر نہ لینا۔ ہمیں لگاتار خیالی گُناہوں کا تذکرہ کرنا چاہیئے مثلاً رنجش۔ بے خبری اور ناپاک خیالات وغیرہ وغیرہ۔ ورنہ کئی لوگ یہ سوچیں گے کہ واعظ جو کچھ کہہ رہا ہے، وُہ میرے متعلق نہیں کہہ رہا۔

(ج) ہمیں غصّہ سے نہیں بلکہ دلی رنج سے مذکورہ باتوں کا تذکرہ کرنا چاہیئے۔ ہمیں یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ ہم خُدا ہی کا گُناہ کرتے ہیں۔ ہمیں کسی حد تک وُہی دُکھ ہونا چاہیئے، جس کے سبب خُداوند یسُوعؔ مسیح نے شہرِ مقدّس پر آنسو بہائے۔

(د) ہمیں چاہیئے کہ ہم لوگوں میں یہ خیال پیدا نہ کریں کہ ہم ایک اعلےٰ سطح پر کھڑے ہو کر دُوسرے کی حقارت کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے آپ کو گنہگار تسلیم کر لیں اور جہاں تک موزوں ہو، دانی ایل کی طرح اپنے گُناہوں کا اعتراف کریں۔
(مُلاحظہ ہو دانی ایل باب ۹)

(د) ہم لوگوں میں یہ خیال پیدا نہ ہونے دیں کہ سب سے اہم بات ہمارے خاص خاص گناہ ہیں نہ کہ ہماری عام گناہ آلودہ حالت۔ ہم اُنہیں یہ تعلیم بھی دیں کہ گناہ کا مرکزی مفہوم خدا سے جُدائی ہے۔ اگر ہم یکے بعد دیگرے اپنے خاص گناہوں کی اصلاح بھی کرلیں تو بھی ہم گنہگار رہی ہیں۔

۲۔ ملامت کرنے کے بعد ہم لوگوں کو گناہ کی سزا کے متعلق متنبہ کر سکتے ہیں۔ بہتوں کا یہ کہنا ہے کہ واعظ کو کبھی بھی لوگوں میں خوف پیدا نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن روزمرہ کی زندگی میں ایک معقول اور معتدل خوف نہ صرف ایک بڑی مُفید چیز ہے، بلکہ یہ ہماری زندگی کے لئے لازمی ہے مثلاً ایک بچے کو یہ سکھانا کہ وُہ آگ سے ڈرے، ضروری ہے۔ انجیل مقدس میں اکثر خوف کی ترغیب ملتی ہے، اور اس میں نہایت شدید تنبیہات پائی جاتی ہیں مثلاً "جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور رُوح کو قتل نہیں کرسکتے اُن سے نہ ڈرو بلکہ اُسی سے ڈرو، جو رُوح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کرسکتا ہے۔" (ملاحظہ ہو متی ۱۰ : ۲۸) نیز ملاحظہ فرمائیں مرقس ۹ : ۴۲ - ۴۸؛ متی ۲۴ : ۴۱ - ۴۶؛ ۲-تھسلنیکیوں ۱ : ۷ - ۹؛ یہوداہ ۲۳ آیت۔

یہوداہ ۲۳ آیت میں اِس طریقے کی خاص سفارش کی گئی ہے۔ جہنم کے دُکھوں کی نسبت اِس بات پر زور دینا بہتر ہے کہ تائب خدا کی کامل رویا اور خُداوند یسُوع کی ابدی رفاقت سے محرُوم رہ کر کتنا بڑا نقصان اُٹھائے گا۔ خاص کر بچّوں کے سامنے اِس طریقے کو زیادہ استعمال کرنا موزوں نہیں۔

۳۔ ہم مُثبتی طور پر راستبازی اور پاکیزگی کو پیش کرسکتے ہیں۔ ہم عہدِ عتیق

کے بزرگوں اور رسولوں کی زندگیوں کے نمونے پیش کر کے نیک زندگی کا خوف ظاہر کر سکتے ہیں۔ ہم مسیحی خوبیوں کے متعلق کلام کی تعلیم بیان کر سکتے ہیں مثلاً محبت (۱۔کرنتھیوں ۱۳ باب) رُوح کا پھل (گلتیوں ۵: ۲۲-۲۳) اکثر اس بات سے سامعین کے دِلوں میں گُناہ کی قائلیت پیدا ہوگی یا ہم اس کے ساتھ ساتھ کہہ سکتے ہیں" میری اور آپ کی زندگی اس معیار سے کس قدر کم ہے۔ اِس طریقے سے لوگوں کے دِلوں میں آرزو پیدا ہو سکتی ہے کہ ہم مسیحی زندگی بسر کریں یا خُداوند یسُوع کی مانند بنیں۔ ہمیں اس بات کا احساس بھی ہونا چاہیئے کہ یہ کام ہماری ذاتی قوت سے پرے ہے۔ لوگوں کو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وُہ خاص کامل معیاروں سے اپنی اپنی زندگی کو جانچیں مثلاً محبت ۔ خود غرضی ۔ پاکیزگی اور دیانت داری۔ جہاں جہاں ہم اِن کامل معیاروں پر پُورے نہیں اُترتے ہیں، یہ گُناہ ہے ۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں خُداوند کے دو بڑے احکام (مرقس ۱۲: ۲۸-۲۴) پیش کئے جا سکتے ہیں، اور اس خیال کو ذہن نشین کرایا جا سکتا ہے۔ ہماری زندگی سے یہی خُدا کے مطالبات ہیں، تاکہ ہر ایک جان لے کہ وُہ خُداوند کے آگے مجرم اور گنہگار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم خُدا کی کامل پاکیزگی کی تعلیم دیں جو گُناہ سے ہرگز چشم پوشی نہیں کر سکتا اور نہ اسے برداشت کر سکتا ہے۔ "تیری آنکھیں ایسی پاک ہیں کہ تو بدی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور کج رفتاری پر نگاہ نہیں کر سکتا۔" (ملاحظہ ہو حبقوق ۱: ۱۳)

۴۔ ہم مجموعی اور سماجی گُناہ کی حقیقت کو واضح کر سکتے ہیں۔ ہم دُنیا کی اصلی حالت اور مشہور واقعات سے ثابت کر سکتے ہیں کہ انسان کے غرور۔ خود غرضی اور غصّہ سے کس قدر نقصان، پریشانی اور غم پیدا

ہو جاتا ہے۔ یہی باتیں تنازعہ، لڑائی اور دیگر سماجی خرابیوں کے اسباب ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی بیان کر سکتے ہیں کہ اگر خُداوند مسیح کا رُوح دُنیا میں سب کی زندگیوں پر حکمران ہوتا تو کتنا فرق ہوتا ہم لوگوں سے درخواست کر سکتے ہیں کہ وُہ خود سوچیں کہ آیا وُہ خرابیاں کسی حد تک اُن کے اپنے ہی دِلوں میں تو موجُود نہیں ہیں۔

۵۔ ہم زندگی کے مقصد یا اُس کے نصب العین پر زور دے سکتے ہیں۔ کسی نصب العین کے بغیر زندگی کیا ہے؟ کیا آپ کی زندگی کا کوئی مقصد ہے؟ بے شمار ایسی زندگیاں ہیں جو مقصد سے بالکل خالی ہیں اور اگر اُن کا کوئی مقصد ہے تو کیا وُہ کوئی اعلیٰ مقصد ہے؟ انجیل مقدس میں ہم زندگی کے مقصد کے متعلق ایک حقیقی مقصد میں کئی آیات یہاں پڑھتے ہیں۔

"یشوع نے اُن سے کہا میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کرُوں اور اُس کا کام پُورا کرُوں۔" (یُوحنا ۴: ۳۴)

"لیکن مَیں اپنی جان کو عزیز نہیں سمجھتا کہ اُس کی کچھ قدر کرُوں بمقابلہ اس کے کہ اپنا دَور اور وُہ خدمت جو یسُوع مسیح سے پائی ہے پُوری کرُوں یعنی خُدا کے فضل کی خوشخبری کی گواہی دُوں۔" (اعمال ۲۰: ۲۴) نیز ملاحظہ ہو، ۲۔ کرنتھی ۵: ۱۴، ۱۹، فلپیوں ۳: ۱۳-۱۴، ۲۔ تمتھیس ۲: ۴۔

زندگی کے لئے کوئی ایک ایسا مقصد ہونا چاہیئے جس کے لئے ہم نہ فقط زندہ ہی رہیں بلکہ جان دینے تک بھی تیار ہوں۔ (ملاحظہ فرمائیں اعمال ۱۵: ۲۶) اس کے بعد لازمی ہے کہ لوگوں کو اس بات کی طرف لے آئیں کہ وُہ زندگی جو کسی مقصد سے خالی ہے، خُدا سے جُدا ہونے کے

سبب سے ایسی حالت میں آگئی ہے اور صرف خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے ہم اپنی زندگی کا حقیقی مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔

۶۔ ہم اطمینان پر زور دے سکتے ہیں۔

ہم لوگوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا آپ کے پاس حقیقی اور دائمی اطمینان ہے؟ ہم ایسے لوگوں کی مثالیں دے سکتے ہیں، جن کے دل اطمینان کے بغیر تھے مثلاً مقدس آگسٹین۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے ہم کو اپنے ہی لئے بنایا ہے، اور ہمارا دل بے آرام رہے گا، جب تک وہ خدا میں آرام نہیں پاتا۔ اطمینان کا نہ ہونا خدا سے جدائی ہونے کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ حقیقی اطمینان خداوند یسوع مسیح ہی کی طرف سے ملتا ہے۔ "میں تمہیں اطمینان دیئے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں، جس طرح دنیا دیتی ہے میں تمہیں اس طرح نہیں دیتا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے"۔ نیز ملاحظہ فرمائیں متی ۱۱ : ۲۸۔

۷۔ ہم صلیب کو اپنے پیغام کا مرکز بنائیں۔

مسیحی سامعین کے لئے یہ سب سے مؤثر طریقہ ہے اور کبھی کبھار ہم سمجھ دار مسیحیوں میں بھی یہی پیش کر سکتے ہیں۔ ہم خداوند یسوع اور اس کے قاتلوں کے درمیان ایک زبردست مقابلہ پیش کر سکتے ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں سپاہیوں کا ظلم، کاہنوں کا غرور اور حسد، پیلاطس کی بزدلی یا دنیاوی ترقی کی خواہش، جو اس بات سے ڈرتا تھا کہ قیصر کے سامنے اس کی شکایت نہ ہو (ملاحظہ ہو یوحنا ۱۹ : ۱۲) نیز ہم ان شاگردوں کی کمزوری اور بے وفائی، جو بھاگ گئے یا انکار کر گئے، بیان کر سکتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں خداوند مسیح کا عجیب صبر اور برداشت بیان کر سکتے ہیں جو صلیبی

واقعات میں آشکارا ہے ۔" یسُوع نے کہا اَے باپ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔" (لُوقا ۲۳ : ۳۴)
" اور تم اسی کے لئے بُلائے گئے ہو ، کیونکہ مسیح بھی تُمہارے واسطے دُکھ اُٹھا کر تمہیں ایک نمونہ دے گیا تاکہ اُس کے نقشِ قدم پر چلو نہ اُس نے گُناہ کیا اور نہ اُس کے مُنہ سے کوئی مکر کی بات نکلی ، نہ وُہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا نہ دُکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپُرد کرتا تھا۔" (۱ پطرس ۲ : ۲۱ - ۲۳) نیز ملاحظہ فرمائیں یسعیاہ ۵۳ : ۷ ۔ پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کیا ہم اُن سے بہُت مختلف ہیں جو اُس کے خُون کے سزاوار تھے ؟ کیا ہم میں ایسا لالچ ۔ غرُور ۔ غُصّہ حسد اور بُزدلی کبھی کبھی سما جاتی ہے ایسی صُورت میں ہم بھی اُس کی مُہر کے مجرم ہیں ۔ خُداوند کا ہزار ہزار شُکر ہو کہ اُس نے ہمارے لئے دُعا کی تھی ۔

اِن طریقوں سے ہم لوگوں میں شخصی گُناہ کی قائلیّت اور اِس بات کا یقین پیدا کرنے کی کوشش کریں کہ اُنہوں نے خُود شخصی طور پر خُدا سے بغاوت کی ۔ اُنہوں نے خُود اُس کی نیک مرضی کو ٹھُکرایا ہے اور اُس کے پُر محبت دل کو غمگین کیا ہے ۔ چنانچہ وُہ بھی اُس سے دُور ہیں تاکہ وُہ آخرکار پکاریں " اَے خُدا مجھ گنہگار پر رحم کر۔" (لُوقا ۱۸ : ۱۳) ہم اِس بات کو کبھی نہ بھُولیں کہ حقیقی قائلیّت رُوح القُدس کی طرف سے آتی ہے ۔ ہمیں اُس کی تاثیر کے لئے دُعا کرنی چاہیئے اور اُس پر توکّل کرنا چاہیئے ۔

باب سوم

(ب) الٰہی انتظامِ نجات

ہمیں خُداوند مسیح کے وسیلے سے اِس الٰہی انتظامِ نجات کو پیش کرنا ہے۔ فلپس کے بارے میں لکھا ہے کہ اُس نے یسوع کی خوشخبری دی ۔ (اعمال ۸ : ۳۵) جان ویزلی اپنے روزنامچے میں لکھتا ہے کہ میں نے لوگوں کے سامنے مسیح کو پیش کیا۔ ضرور ہے کہ ہماری بشارتی مُنادی جو دُوسرے مضامین کا تذکرہ کرتی ہے خداوند مسیح پر مرکُوز ہو۔ ہمیں لوگوں کے سامنے خُدا کے اُن بڑے بڑے کاموں کو بیان کرنا ہے جو دُنیا کی تاریخ میں ہُوئے اُور جن کی گواہی انجیل میں آتی ہے۔ ہمیں اُن کا مطلب بھی لوگوں پر واضح کرنا ہے۔ اِس سلسلہ میں اُس کی پیدائش مُعجزات اُور پاک ترین زندگی کے دیگر واقعات بیان کر سکتے ہیں غیر مسیحیوں میں مُنادی کرتے وقت ہمیں مسیح کی زندگی ،موت اُور قیامت سے لوگوں کو واقف کرانا چاہیئے۔ لیکن ہم کبھی بھی اس بات پر کفایت نہ کریں کہ ہم محض مسیح کے بارے میں کہانیاں ہی بیان کریں۔ ہمیں خدُا کے انتظامِ نجات کے ساتھ اُن واقعات کا تعلّق ظاہر کرنا ہے ۔

(۱) ولادتِ مسیح ہم خُداوند مسیح کی پیدائش کے واقعات بیان کر سکتے ہیں لیکن ساتھ ہی ہمیں اُس کے تجسّم کا مطلب بھی کچھ نہ کچھ بیان کرنا اُور اُس سارے الٰہی ارادے کے ساتھ اُس

کا تعلق ظاہر کرنا لازمی ہے جو انسان کی نجات کے لئے ضروری ہے، یعنی یہ کہ "مسیح یسوع گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے دُنیا میں آیا"۔ (۱-تمتھیُس ۱: ۱۵) اِسی مضمون کی دیگر آیات مُندرجہ ذیل ہیں۔

"کیونکہ ابنِ آدم بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فِدیہ میں دے"۔
(مرقس ۱۰: ۴۵)

"چور نہیں آتا مگر چُرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو۔ مَیں اس لئے آیا کہ وُہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں"۔ (یُوحنّا ۱۰: ۱۰)

"کیونکہ ابن آدم کھوئے ہُوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے"۔
(لُوقا ۱۹: ۱۰)

یہ سب آیات اُس کی آمد کے متعلق ہیں، علاوہ ازیں ملاحظہ فرمائیں لُوقا ۲: ۳۰-۳۲ + گلیتوں ۴: ۴-۵ + یُوحنّا ۳: ۱۶-۱۷ جو ولادت مسیح کے بیان کے لئے مُفید ہیں اور جن سے ہمیں یہ بات ذہن نشین کرانا ہے کہ وُہ زندگی جو بیت لحم میں شروع ہُوئی کوہِ کلوری پر جا کر ختم ہوگی تاکہ لوگ یہ بات سمجھ لیں کہ خُداوند مسیح قُربان ہونے کے لئے ہی پیدا ہُوا تھا۔

(ب) **مُعجزاتِ مسیح** اِسی طرح جب ہم مُعجزاتِ مسیح پر توجہ کریں تو ہمیں اُن کے ذریعے خُداوند مسیح کے نجات بخش کام کی تعلیم دینی چاہیئے۔ یُوحنّا کی انجیل میں جہاں خُداوند کے مُعجزات نشانات کی صُورت میں ظاہر کئے جاتے ہیں، یہ باتیں سمجھنا آسان ہو جاتا ہے مثلاً چھٹے باب کے مطابق وُہ مسیح جس نے بھیڑ کو سیر کیا خود

زندگی کی روٹی ہے۔ پھر نویں باب میں وہ مسیح جس نے ایک نابینا کی آنکھوں کو بینا کیا خود دُنیا کا نور ہے۔ بعینہٖ دیگر معجزات کے سلسلہ میں ہم اسی طرح پیغامات دے سکتے ہیں مثلاً گراسینیوں کے علاقہ کے آسیب زدہ شخص کا بیان (مرقس ۵: ۱-۲۰) (۱) مسیح کا بدی پر غالب آنا اور انسان کو گناہ کی زنجیروں سے رہائی دینا (۲) بگڑی ہوئی زندگی بنانا اُس کی قوت یا قابلیت کا مظاہرہ ہے۔ تمام شفا کے معجزات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خداوند مسیح انسانوں میں وہ قوتیں بحال کرتا ہے جو گناہ کے سبب زائل ہو چکی ہیں۔ سمندر سے متعلقہ معجزات ظاہر کرتے ہیں کہ جب انسان کو زندگی کے طوفانوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو خداوند کس طرح اُس کی امداد کرتا ہے۔ خداوند مسیح کی زندگی کے دیگر واقعات کے ذریعے ہم اُس کی ہمدردی، گنہگاروں سے محبت خدا کی مرضی کی فرمانبرداری اور امتحان میں صبر واضح کر سکتے ہیں۔ اُس کے اُس نجات بخش کام کے ساتھ ان باتوں کا تعلق بیان کر سکتے ہیں جو صلیب پر ہوا۔

مسیح کی صلیب ہمارے تمام بشارتی وعظوں میں گنہگاروں کے لئے خداوند مسیح کے مرنے اور جی اُٹھنے کا ذکر ہونا چاہیئے۔ آپ اس مضمون کو مرکزی جگہ دے دیں۔ ہم کس طرح مسیح مصلوب کی منادی کریں؟ یہ کوئی آسان کام نہیں، کیونکہ "صلیب کا پیغام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بیوقوفی ہے مگر ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خدا کی قدرت ہے" (۱۔کرنتھیوں ۱: ۱۸) نیز ملاحظہ فرمائیں ۱۔کرنتھیوں ۱: ۲۳۔

انسانی حکمت خُداوند مسیح کے کفارے کا بھید سمجھنے سے قاصر ہے۔

انسانی دینداری چاہے یہُودیوں یا برائے نام مسیحیوں کی کیوں نہ ہو اُسے ٹھوکر کھیال کر کے ردّ کرتی ہے۔ آج کل بہُت سے لوگ جو دیندار ہونے کا دعوےٰ نہیں کرتے مگر اپنے اخلاق پر فخر کرتے ہیں اِس پیغام کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ مغرب اور مشرق دونوں ممالک میں اکثر تعلیم یافتہ لوگ قربانی اور خُون سے متعلقہ محاورات کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی ساری مُنادی میں سامعین کی ذہنیت اور نقطۂ نگاہ کو مدِ نظر رکھنا ضرُور ہے۔ لیکن صلیب کی مُنادی میں یہ خاص طور سے لازم ہے کہ ہم ایسے تصوّرات کی تلاش کریں، جس سے کسی نہ کسی طرح لوگوں کے عام خیالات اور صلیب کی حقیقت میں ربط قائم کیا جائے۔ یہاں چند طریقے ہیں جن کے مطابق ہم اس اہم ترین مضمُون کو پیش کر سکتے ہیں۔

ا۔ ہم کتاب مقدّس کے الفاظ پر ایمان رکھ سکتے ہیں کہ اِن کے وسیلے ہمارا پیغام عوام کے دِلوں تک پہنچے۔ یہ خاص کر اُن کے لئے خوشی ہے جو کتاب سے کچھُ نہ کچھُ واقفیت رکھتے ہیں۔ اِن بڑی بڑی آیات میں سے جو مسیح کے نجات بخش کام سے علاقہ رکھتی ہیں، سُنا کر ہم سادہ طور پر اُن کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ اکثر انجیل کے خاص الفاظ سے قائلیت پیدا ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل چند آیات :۔

یسعیاہ ۵۵ باب، مرقس ۱۰: ۴۵، ۱۴: ۲۴، یُوحنا ۳: ۱۴-۱۶، ۱۰: ۱۰-۱۱، ۱۲: ۳۲، ۱۹: ۳۰، اعمال ۱۵: ۱۱، ۲۰: ۲۸، رومیوں ۳: ۲۳-۲۵، ۱: ۱۶-۱۷، ۵: ۶-۱۱، ۱ کرنتھیوں ۱: ۱۷، ۶: ۱۹-۲۰، ۷: ۲۳، ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۹-۲۱، گلتیوں ۲: ۲۰، ۳: ۱۳-۱۴،

۴ : ۴ - ۵ ، افسیوں ۱ : ۷ ، ۲ : ۱ - ۱۰ ، ۲ : ۱۳ - ۱۷ ، ۵ : ۲ - ۲۵ ،
کلسیوں ۱ : ۱۳ - ۱۴ ، ۲ : ۱۳ - ۱۵ ، ۱ - تھسلنیکیوں ۵ : ۹ - ۱۰ -
۱ - تیمتھیس ۱ : ۱۵ - ۱۶ ، ۲ : ۵ - ۶ ، طِطس ۲ : ۱۴ ، ۳ : ۳ - ۷ -
عبرانیوں ۱ : ۳ ، ۲ : ۱۴ - ۱۵ ، عبرانیوں ۵ : ۹ ، ۷ : ۲۵ ، ۹ : ۱۴ -
۱۸ ، ۱۰ : ۱۰ ، ۱۲ : ۱۹ - ۲۲ ، ۱ - پطرس ۱ : ۱۸ - ۱۹ ، ۱ پطرس
۲ : ۲۴ ، ۳ : ۱۸ ، ۱ - یُوحنّا ۱ : ۷ ، ۲ : ۲ ، ۳ : ۶ ، ۴ : ۹ - ۱۰ ،
اُور مکاشفہ ۱ : ۵ ، ۱ : ۱۸ ، ۱ : ۱۰ ہے

مُندرجہ بالا تمام آیات میں "قائمیّت" کے الفاظ پائے جاتے ہیں -

۲ - ہم کلام کی آیات کے ساتھ ساتھ سادہ مثالیں پیش کر سکتے ہیں -
کلامِ مقدّس میں سے ایسی مثالیں کافی مقدار میں مل سکتی ہیں۔ مشہُور جاپانی واعظ کگاوا (KAGAWA) نے یُوں لکھا ہے کہ "پولُوس نے محسُوس کیا کہ انسان میں کچھ خرابی آگئی ہے اُور مسیح ہی اُسے درست کر سکتا ہے - جب پولُوس یہ بتانے کی کوشش کرتا تھا کہ انسان میں کیا خرابی آگئی ہے تو اُس نے اُس وقت سات تمثیلوں سے کام لیا ، جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں :-

۱ - ایک قرض دار کی جس نے قرضہ ادا کرنا تھا -
۲ - ایک مُجرم جس پر سزا کا فتوےٰ ہو چکا تھا اُور جس کی جان بخشی کا سوال تھا -
۳ - ایک زیرِ بار مسافر جس کا بوجھ اُٹھانا تھا -
۴ - ایک مریض جس کو شفا دینی تھی -
۵ - ایک مُردہ جسے زندہ کرنا تھا -

(۶) ایک غُلام جسے آزاد کرنا تھا۔
(۷) ایک آوارہ بچّہ جسے گھر واپس لانا تھا۔

اگر ہم روزمرّہ کی زندگی یا بائبل کے سوا کہیں اور سے مثالیں لینا چاہیں تو ہمیں اس بات کے بارے میں نہایت محتاط ہونا پڑتا ہے کہ کیا وُہ واقعی صلیب کے پیغام کو پیش کرتی ہیں یا نہیں۔

بعض مثالیں ایسی پیش کی جاتی ہیں جن سے بڑی بڑی غلط فہمیاں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ مثالیں بتاتے وقت اکثر یہ کہنا موزوں ہوگا کہ الہٰی حقیقتوں کو کوئی انسانی مثال کبھی کامل طور پر ظاہر نہیں کر سکتی لیکن یہ مثالیں کسی خاص بات کی تفہیم کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ (خاص کر کفّارہ کے بارے میں)

۳۔ ہم خُداوند مسیح کے دُکھوں کے بیانات میں سے چند ایک باتیں بیان کر سکتے ہیں، اور کوئی نہ کوئی واقعہ لے کر اُسے تفصیل سے یُوں بیان کر سکتے ہیں کہ سامعین بآسانی اُس کو تصوّر میں لا سکیں اور پھر ہم محض یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُس نے میرے اور آپ کے لئے یہ دُکھ اُٹھایا تاکہ ہمیں نجات ملے۔

۴۔ دو ڈاکوؤں کا واقعہ اِس طور پر مؤثر ہو سکتا ہے۔ یہ طریقہ خاص کر سادہ لوگوں کے لئے مُفید ہے۔ ہم خُدا کی محبّت کے مضمون کھول کر بیان کر سکتے ہیں۔ ہم خُداوند مسیح کی زندگی میں سے محبّت کی مثالیں دے کر لوگوں کو صلیب کی طرف لا سکتے ہیں جہاں محبّت کی انتہا نظر آتی ہے۔ اگر ہم یُوں کریں تو پھر ہم یہ بھی خیال پیدا کریں کہ صلیب محض محبّت کا مظاہرہ ہے۔ سامعین کے دماغ اور دل

میں یہ خیال پیدا ہونا چاہیئے کہ انسان فی الواقع خطرے میں تھا اور خُداوند مسیح نے ایک ایسا کام سرانجام دیا، جس سے وُہ نجات پا سکتے ہیں۔

۵۔ ہم سمجھ دار لوگوں کو زیادہ گہرائی سے کفّارے کا مطلب سمجھا سکتے ہیں۔

(ا) کہ صلیب بڑی گھناؤنی صُورت میں گُناہ کو ظاہر کرتی ہے۔ ہم اپنے گُناہوں اور سخت دِلی کے باعث مسیح کو ہنُوز زخمی کر رہے ہیں۔

(ب) کہ زندگی میں خود انکاری یا خودنثاری کی اہمیت جو حقیقی محبت کا واحد ثبوُت ہے، یہ خودنثاری بڑے اعلےٰ درجے پر صلیب میں نظر آتی ہے۔

(ج) کہ موت گناہ اور شیطان پر مسیح کی صلیب کے وسیلے فتحمند ہونا، جس سے نجات پانے اور خُدا تک پہنچنے کے لئے ہمارا راستہ کھُل گیا ہے۔ ہم کفّارے کے معنے سمجھاتے وقت یہ خیال پیدا کرنے سے آگاہ رہیں کہ الٰہی عدل اور مسیح کی رحمت میں تضاد ہے۔ "مطلب یہ ہے کہ خُدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کر لیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمے نہ لگایا اور اُس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا۔" (۲ کرنتھیوں ۵: ۱۹)

مسیح کا جی اُٹھنا ہمیں صلیب کے پیغام کے ساتھ خُداوند مسیح کے جی اُٹھنے کی خوشخبری بھی دینا ہے، جیسے اعمال کی کتاب سے ظاہر ہے۔ اِس کو رسُولوں کی مُنادی میں ایک اہم جگہ حاصل تھی۔ آج کل یہ بعض اوقات نظر انداز کی جاتی ہے۔ ہم خُداوند مسیح کے

جی اُٹھنے کو صلیب کے مقابلے میں پیش نہ کریں بلکہ یہ ظاہر کریں کہ جو فتح کلوری پر ہو چکی تھی، اُس کا ظہور جی اُٹھنے میں ہُوا۔ ”وہ ہمارے قصُوروں کے لئے حوالہ کر دیا گیا اور ہمارے راستباز ٹھہرانے کے لئے جلایا گیا۔“
(رُومیوں ۴: ۲۵)

”اگر تُو اپنی زبان سے یسُوع کے خُداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دِل سے ایمان لائے کہ خُدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا تو نجات پائے گا۔“
(رُومیوں ۱۰: ۹)

”ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے خُدا اور باپ کی حمد ہو، جس نے یسُوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث اپنی بڑی رحمت سے ہمیں زندہ اُمید کے لئے نئے سرے سے پیدا کیا۔“ (۱ پطرس ۱: ۳)

کلام مقدس کے دیگر حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ نجات کے پیغام میں مسیح کا جی اُٹھنا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ مسیح کے جی اُٹھنے کے واقعات میں بشارتی مُنادی کے لئے بہت اچھا مواد ملتا ہے مثلاً تھوما کی بے اعتقادی اور اُس کا نتیجہ۔ راہِ اماؤس کا واقعہ۔ ملاحظہ ہو یُوحنا ۲۰ باب لُوقا ۲۴ باب پطرس کا دوبارہ خدمت کے لئے بُلایا جانا (یُوحنا ۲۱ باب) کوئی یہ نہ سوچے کہ جب ہم صلیب کی مُنادی کرتے ہیں تو ہم کسی مُردہ مسیح کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم اس بات پر زور دیں کہ وہ اب بھی زندہ ہے اور وہ قوت کے ساتھ کام کر سکتا ہے، اور کر رہا ہے۔ جو اُس کے پاس آتے ہیں، وہ اُن سے ملنے کے لئے موجُود ہے بلکہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق اِس مجمع میں حاضر ہے ”کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں وہاں میں اُن کے بیچ میں ہُوں۔“ (متی ۱۸: ۲۰)

ہمارے پیغام کی تصدیق

مسیح کو پیش کرنے میں مُقدم بات یہ ہے کہ ہم خُداوند مسیح کی زندگی اُس کی موت اور اُس کے جی اُٹھنے کے واقعات سے ظاہر کریں کہ خُدا نے کس طرح تواریخ عالم میں وُہ کام کیئے، جن پر ہماری نجات کا انحصار ہے۔ہم مندرجہ ذیل دو طریقوں سے اس پیغام کی تائید کرسکتے ہیں۔

(ا) ہم بیان کرسکتے ہیں کہ کس طرح خُداوند مسیح تمام زمانوں میں رُوح القدس کے وسیلے سے اپنی کلیساؤں میں کام کرتا رہا ہے اور وُہ اب بھی کرتا ہے۔مختلف اشخاص کی زندگیوں کی تبدیلی کے واقعات خواہ زمانۂ قدیم یا جدید سے تعلق رکھتے ہوں، اس کام کے لئے مؤثر ثابت ہوں گے لہذا ہمیں ایسا مواد جمع کرنا چاہیئے۔ ہم یہ بھی ثابت کرسکتے ہیں کہ مسیحیت نے بعض مُلکوں میں مُلکی تمدّن اور سماج پر اثر کیا ہے اور یہ سب زندہ مسیح ہی کا کام ہے، جسے وُہ اپنی کلیسا میں ہو کر انجام دے رہا ہے۔مثلاً غلاموں کا آزاد کیا جانا۔

(ب) ہم اس بات کی شخصی گواہی دے سکتے ہیں کہ مسیح نے ذاتی طور پر ہمارے لئے کیا کچھ کیا ہے۔بیشک یہ ضروری ہے کہ خُداوند مسیح خود ہمارے پیغام کا مرکز ہے اگر ہم اپنے تجربات بیان کرسکیں تو یہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

شخصی گواہی دیتے وقت آپ ان باتوں کی احتیاط رکھیں کہ ہم اپنی گذشتہ زندگی کو بے حد تاریک صُورت میں پیش نہ کریں اور نہ ہی یہ بیان کریں کہ ہم اتنے مکمل طور پر تبدیل ہو چکے ہیں۔ہم اپنے سامعین

سے اخلاقی اور رُوحانی زندگی کے اعتبار سے بہُت اعلیٰ معیار تک پہنچ چکے ہیں۔ ہم کبھی بھی یہ خیال پیدا نہ کریں کہ خُدا ہماری سمجھ کے مطابق ہمیں بہُت زیادہ استعمال کر رہا ہے۔ کبھی کبھی اپنی زندگی کے واقعات صیغۂ غائب میں بیان کر کے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج وہی شخص کس طرح مسیح کے فعل سے تبدیل ہو گیا ہے۔

باب چہارم

(ج) دعوت یا اپیل

خُداوند مسیح کے بارے میں ہمارا پیغام یعنی اُس کی ذاتِ اَقدس کا گُنہگاروں کے لئے مرنا اور جی اُٹھنا آج بھی نجات دینے کے لئے اُس کی قوّت ہے۔ یہی ہماری مُنادی کا مرکز ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم سامعین کے اذہان اَور ضمیروں کو جگائیں، یہاں تک کہ وہ اہلِ یروشلم کی طرح پُکار کر کہیں کہ اَے بھائیو ہم کیا کریں (اعمال ۲ : ۳۷) پھر ہمارا کام یہ بھی ہے کہ ہم پطرس کی طرح کہیں کہ توبہ کرو اَور تم میں سے ہر ایک اپنے گُناہوں کی معافی کے لئے یسُوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے یا ایمان لائے۔ (اعمال ۲ : ۳۸)

ضروری ہے کہ ہم زیادہ جلدی اِس بات کی طرف نہ آئیں۔ جس طرح ہم
گُناہ کی حقیقت اور انسان کی ضرورت سمجھانے سے خوشخبری کا پیغام
سُننے کے لئے سامعین کے دل تیار کرتے ہیں، اُسی طرح ہمیں
کوشش سے خُداوند مسیح کا کام اور راہِ نجات سمجھانا چاہیئے۔ اس سے
پیشتر کہ ہم کسی کو اُس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے کہیں۔ اکثر بازاری مُنادی
میں ہم لوگوں کو اس مقام تک نہیں پہنچا سکتے۔ ایک ایسی بھیڑ میں جو شاید
پُوری توجہ نہ دے رہی ہو، صرف پانچ منٹ کی بحث اُن کو اُس مقام
تک لانے کے لئے کافی نہ ہوگی۔ جہاں وُہ خُداوند مسیح کو سچ مچ قبُول
کرنے کے قابل ہوں۔ ہم کو چاہیئے کہ اس دعوت کو ہر موقعہ پر پیش
نہ کریں۔ عموماً غیر مسیحیوں کے سامنے اِس دعوت کو پیش کرنے کا موزوں
وقت وُہ ہے، جبکہ وُہ خلوت میں ہم سے بات کرنے کے لئے آتے
ہیں [illegible] ذاتی ضرورت کا احساس ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں ہمارا
فرض ہے کہ ہم واضح اور ٹھوس طریقہ پر اُسے پیش کریں۔ ہماری ساری
مُنادی کا مطلب ایک خاص فیصلہ کرانے کے لئے مُنادی کرنا ہے۔
لیکن بعض اوقات یہ فیصلہ محض اِس بات کا ہوگا کہ ہم مسیحیت کا مطالعہ
شروع کر دیں۔ برعکس اس کے اپنی مسیحی جماعتوں میں ہمیں اس غرض
سے مُنادی کرنا چاہیئے کہ ہم ذاتی طور پر مسیح کو قبُول کرنے کی نوبت تک
لوگوں کو لے آئیں۔ یہ کام نہ فقط کنونشنوں اور خاص مہموں میں ہونا
چاہیئے بلکہ وقتاً فوقتاً عام اتواروں کو بھی اکثر ہماری مُنادی اِس بات
میں ناکام رہتی ہے ہم خُداوند مسیح کو تو پیش کرتے ہیں لیکن یہ بات واضح
نہیں کرتے کہ اُن کو اس کی بابت کچھ کرنا ہے اور ہم اُسے اگلے ہفتے

بالکل تک ملتوی نہیں کر سکتے، بلکہ آج ہی ہمیں یہ کام کرنا ہے۔
لوگوں سے یہ کہنا خاص مفید نہیں ہوتا کہ وُہ مسیح پر ایمان لائیں، حالانکہ یہ انجیلی محاورہ ہے۔ اِس صُورت میں مسیحی لوگ کہیں گے کہ ہم تو بچپن سے ایمان لا چکے ہیں اور مسلمان لفظ ایمان کو پُورے انجیلی معنوں میں نہیں سمجھیں گے۔ ایمان لانے کے علاوہ اِنجیل مقدّس میں تین چار اَور محاورات اِستعمال ہوتے ہیں، جن میں خُوشخبری کے لئے انسان کا جواب واضح کیا جاتا ہے۔

۱۔ مسیح کو قبُول کرنا

"لیکن جتنوں نے اُسے قبُول کیا، اُس نے اُنہیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں" (یُوحنّا ۱: ۱۲)

اِس کے ساتھ ہم لُوقا ۱۹: ۶ بھی ملا سکتے ہیں، جہاں اصلی زبان میں یُوں مرقوم ہے کہ زکائی نے اُسے خُوشی سے قبُول کیا۔ نہ صرف گھر میں بلکہ اپنی شخصی زندگی میں بھی قبُول کیا۔ اسی طرح اُس میں چلتے رہو۔ (کلسیوں ۲: ۶) پس وُہ اُسے کشتی میں چڑھا لینے کو راضی ہُوئے اور فوراً وُہ کشتی اُس جگہ جا پہنچی، جہاں وُہ جاتے تھے۔ (یُوحنّا ۶: ۲۱) چڑھا لینے کا مفہُوم اصلی زبان میں قبُول کرنا ہے۔ ہم یہ واضح کریں کہ اِس سے مسیح کو اپنے دِلوں اور زندگیوں میں قبُول کرنا مُراد ہے۔ ہم تب ہی یہ کر سکیں گے جب ہم گُناہ کی طرف سے مُنہ موڑیں۔
ہم یہ بھی بیان کر سکتے ہیں کہ مسیح ہمیں قبُول کرنے کے لئے انتظار میں رہتا ہے۔ "اور فریسی اور فقیہ بڑبڑا کر کہنے لگے کہ یہ آدمی گنہگاروں سے ملتا اور اُن کے ساتھ کھانا کھاتا ہے"۔ (لُوقا ۱۵: ۲)

اِس آیت میں "سے ملتا" اصلی زبان میں "قبول کرتا ہے" مُراد ہے۔

۲۔ دروازہ کھولنا "دیکھ میں دروازہ پر کھڑا ہُوا کھٹکھٹاتا ہُوں اگر کوئی میری آواز سُن کر دروازہ کھولے گا تو مَیں اُس کے پاس اندر جاکر اُس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا اور وہ میرے ساتھ"۔ یہ ایک اہم آیت ہے جس کو پاک رُوح نے مُنادی کے کام میں بہت استعمال کروایا ہے۔ ہم ایک لفظی تصویر کھینچ کر اس کو واضح کر سکتے ہیں۔ جیسے دُنیا کے نُور کی مشہور تصویر ہے، اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ بادشاہوں کا بادشاہ، خُداوندوں کا خُداوند ہمارے دروازے پر آکر کھٹکھٹاتا ہے۔ وہ دروازہ اندر سے بند ہے ہم خُود اُس گھر کو صاف نہیں کر سکتے مگر ہمیں اس کے لئے تیار ہونا ہے کہ وہ اِسے صاف کرے۔ اِس آیت کا ذکر اُسے قبول کرنے کے بیان کے ساتھ آسکتا ہے، کیونکہ بطور مہمان زکائی اور مرتھا نے اُسے اپنے گھروں میں قبول کیا۔ (ملاحظہ ہو لُوقا ۱۰: ۳۸)۔

۳۔ مسیح کے پاس آنا (خُداوند کی دعوتِ عظیم) "اَے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہُوئے لوگو! سب میرے پاس آؤ، مَیں تُم کو آرام دُوں گا" (متی ۱۱: ۲۸) اس میں توبہ بھی شامل ہے کیونکہ اُس کے پاس آنے سے پیشتر ہمیں وہ جگہ چھوڑنی ہوگی، جس میں ہم اب ہیں۔ "یسُوع نے اُن سے کہا زندگی کی روٹی مَیں ہُوں، جو میرے پاس آئے وہ ہرگز بھُوکا نہ ہوگا اور جو مجھ پر ایمان لائے وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا"۔ (یُوحنا ۶: ۳۵)

اِس آیت سے ظاہر ہے کہ مسیح کے پاس آنا اور اُس پر ایمان

۱۱تا ایک ہی بات ہے ۔ جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے ، میرے پاس آجائیگا
اُور جو کوئی میرے پاس آئے گا ، اُسے مَیں ہرگز نکال نہ دُوں گا۔"
(یُوحنّا ۶ : ۳۷)

اس آیت کا قیمتی وعدہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے اُور اُن لوگوں کی قابلِ افسوس حالت جو زندگی پانے کے لئے اُس کے پاس آنا نہیں چاہتے ، ظاہر ہو سکتی ہے ۔

۴ - خُدا کی طرف پھرنا یا رجُوع لانا

"اُور کہا مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ اگر تُم نہ پھرو اُور بچّوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔" (متی ۱۸ : ۳) نیز ملاحظہ فرمائیں ، اعمال ۱۱ : ۲۱ ، اعمال ۲۶ : ۲۰ ، ۱ - تھسلنیکیوں ۱ : ۹) ۔

اگر ہم ایمان کا ذکر کرنا چاہیں تو ہمیں یہ واضح کرنا چاہیئے کہ اُس میں نہ صرف ذہن سے یقین کرنا مُراد ہے ، "تو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ خُدا ایک ہی ہے ، خیر اچھا کرتا ہے ۔ شیاطین بھی ایمان رکھتے ہیں اُور تھرتھراتے ہیں" (یعقُوب ۲ : ۱۹) بلکہ دِل سے بھروسہ رکھنا اُور اپنی مرضی سے اپنے آپ کو اُس کے ہاتھوں میں سپُرد کرنا ہے ۔ اِس خیال کو صاف کرنے کے لئے ہم مثالیں استعمال کر سکتے ہیں لیکن جو مثال عمل میں آئے وہ مختصر اُور پُرمعنی ہونی چاہیئے ۔

مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا جانا لازم ہے :-

۱ - خُدا کی بخشش مُفت ہے

ہم اُس کو نیک اعمال ۔ ریاضت ۔ عبادت یا

دُعاؤں سے اُس کا حقدار نہیں بنا سکتے، ہم فقط ایمان سے اُسے قبُول کر سکتے ہیں۔

۲- ایمان میں توبہ بھی شامل ہے

یعنی اپنے گُناہوں کی طرف سے رجُوع لانا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنی ہی قوت سے اپنے گُناہ ترک کر سکتے ہیں اور اُن سے آزاد ہو سکتے ہیں، بلکہ ہم کو اِس بات پر راضی ہونا ہے کہ خُداوند مسیح ہمیں اُس سے چھُڑائے۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ گُناہ سے بھی لپٹے رہیں اور خُداوند مسیح کے پاس بھی آئیں۔

۳- سامعین سے ایک شخصی فیصلہ طلب کیا جاتا ہے۔ لہٰذا لفظ "ہم" اپیل میں استعمال کرنا چھوڑیں۔ براہ راست سامعین سے خطاب کریں۔

۴- اب ہمیں فیصلہ کرنا ہے۔ اِس کو ملتوی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے کم از کم وقتی طور پر نفی کا فیصلہ کیا ہے۔

اپیل کے بعد

جب ہم یہ سمجھا چکے ہیں کہ اُس شخص کو کیا کرنا ہے جو خُداوند مسیح کی دعوت کو قبُول کرنا چاہتا ہے تو اس کے بعد ہم کیا کریں؟ یہ ایک لمبی دُعا کرنے کا وقت نہیں ہے۔

یہ بہتر ہو گا کہ ہم کچھ دیر خاموش رہیں، جس میں لوگ دُعا کے لئے جھُکے رہیں۔ اب ہمیں کلام کو جاری نہیں رکھنا چاہیئے لیکن شاید ایک دو آیات سُنانا لازمی ہو گا۔ مثلاً یُوحنا ۳: ۱۶، مکاشفہ ۳: ۲۰۔ یہ وُہ وقت ہے جب خُدا دِل کی خاموشی میں لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ بہتر ہو گا کہ مختصر دُعا اور کلماتِ برکت سے لوگوں کو رُخصت کیا جائے۔ اگر گیت گایا جائے تو وُہ اپیل کے مطابق خاص طور سے چُنا

ہُوا گیت ہونا چاہیئے ۔ سب سے موزوں مُندرجہ ذیل گیت ہو سکتے ہیں ۔

۱۔ تیرے دِل کے دَر پر (۲) تیری شِیریں آواز (۳) دِل لے لے میرا پیارے یسُوع (۴) آؤ آؤ یسُوع پاس آؤ ۔

لیکن چار نمبر گیت کی چوتھی آیت اُس وقت چھوڑ دینی چاہیئے جب مسلمان عبادتی مجمع میں حاضر ہوں ۔

آگے آنے کی دعوت

مغربی ممالک میں مُبشّرین اگر لوگوں سے کہتے ہیں کہ اس بات کے ثبوت میں کہ اُنھوں نے مسیح کو قبُول کیا یا کرنا چاہتے ہیں تو وُہ اپنا اپنا ہاتھ اُٹھائیں یا وُہ کھڑے ہو جائیں یا سامنے آئیں تو اِس کے دو بڑے فائدے ہیں:۔

۱۔ دُوسروں کے سامنے شخصی اقرار کرنے کے عمل سے اکثر ان لوگوں کے لئے حقیقی رُوحانی برکت کا باعث ہوتا ہے ۔ اِس سے اُس کا فیصلہ زیادہ صاف اَور ٹھوس بن جاتا ہے، کیونکہ جو کچھ اُس کے دِل میں ہُوا ہے وُہ فوراً اُس کا بیرونی اظہار کرتا ہے ۔ اِس طرح اُس کے لئے یہ مُشکل ہو جاتا ہے کہ وُہ بعد میں اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹے ، کیونکہ دُوسرے لوگ اُس کے اقرار سے واقف ہیں ۔

۲۔ اس طریقے پر پاسبان یا مہم کے منتظمین کو اُس کے نتائج کے سنبھالنے میں بہُت مدد ملتی ہے ۔ وُہ اُس شخص کا نام اَور سرنامہ پر اُس کا فیصلہ وغیرہ لکھ سکتے ہیں ۔ بعد ازاں یا تو وُہ خُود اُس کے پاس پہنچیں یا اُس کے ساتھ رابطہ قائم کریں یا اُس کا نام مقامی پاسبان کو دے دیں ۔ اِس کے بغیر ایک مہم یا کنونشن کے رُوحانی نتائج کو

سنبھالنا بڑا دشوار کام ہے ۔ تاہم اس کام کے کئی خطرات بھی ہیں ۔

۱۔ مثلاً بعض لوگ اور خاص کر، بچے اگر محض ایک دُوسرے کی نقل کریں اور قائلیت کے بغیر ہاتھ اُٹھائیں یا کھڑے ہو جائیں ۔

۲۔ ایک وقتی جذبہ کے تحت لوگ ایک ایسا فیصلہ کریں جس سے وُہ جلد پچھتا جائیں ۔

اِن خطرات کے باوجود عموماً مہموں اور کنونشنوں کے دوران ایسی دعوتیں دی جائیں اور دیگر اوقات میں بھی دعوت دی جانی چاہیئے جب مسیح کو قبول کرنے کے لئے ایک مؤثر پیغام دیا گیا ہو تاکہ حالات موزوں معلوم ہوں اور وُہ لوگ حاضر ہوں جو شخصی صلاح کے ذریعہ اقراریوں کی امداد کر سکیں، تو مندرجہ ذیل ہدایات مُفید ہوں گی:۔

۱۔ یہ دعوت بہت دیر تک جاری نہیں رکھنی چاہیئے ورنہ لوگ تنگ آ جاتے ہیں ۔

۲۔ لوگوں پر اس بات کے لئے زیادہ دباؤ نہیں ڈالنا چاہیئے کہ وُہ ایک ایسا قدم اُٹھائیں، جس کی بابت وُہ پُوری طرح قائل نہ ہُوئے ہوں ۔

۳۔ بہتر ہے کہ نشان بالکل علانیہ ہو، دُوسرے لوگوں سے آنکھیں بند رکھنے کے لئے نہ کہا جائے کیونکہ اِس حُکم کی پابندی کروانا ناممکن ہے اور اگر اس حُکم کی تعمیل ہوتی ہے تو اعلانیہ اقرار کی بات جاتی رہتی ہے ۔

۴۔ بہتر ہو گا کہ واعظ خود یہ دعوت دے لیکن بعض اوقات صدرِ جلسہ لوگوں کو مدعو کر سکتا ہے ۔

۵۔ وہ اس ڈر سے نہ جھجکے کہ شاید اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔
۶۔ بعض اوقات جہاں ایسی اعلانیہ دعوت موزوں نہیں، وہاں ہم لوگوں کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ گرجا میں یا ویسٹری[1] میں دوسروں کے چلے جانے کے بعد ٹھہرے رہیں۔

باب پنجم

اہلِ اسلام میں بشارتی مُنادی

مذکورہ بالا باتیں مسلمانوں اور مسیحیوں سے زیادہ تر علاقہ رکھتی ہیں، حالانکہ بعض باتیں مثلاً کتاب کا آخری حصّہ صرف مسیحیوں کے بشارتی جلسوں سے متعلق ہے۔ اب ہم اُن خاص مسائل پر غور کریں جو اہلِ اسلام میں مُنادی سے متعلق ہیں۔

۱۔ ہمارا رویہ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں اور خاص کر اُن میں جو زیادہ دیندار ہوتے ہیں، مذہبی تعصب پایا جاتا ہے۔ لیکن ہم یہ بات کم محسوس کرتے ہیں کہ مسیحی بھی متعصب ہوتے ہیں اور شاید ہم خود بھی متعصب ہوں گے۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہمیں اپنے ایمان کے لئے غیرت ہے لیکن شاید ہماری غیرت دراصل

---

[1] VESTRY گرجے کا ملبوس خانہ۔

اسلام کی عداوت ہو اور یہ تعصب ہے ۔

جب ہم کسی متعصب مُلّاں سے دوچار ہوتے ہیں یا اُسے تصوّر میں لاتے ہیں تو اُس کی طرف ہمارا کیا رویّہ ہوتا ہے ؟ کیا ہم میں اُس کیلئے مخالفت یا کراہیت کی رُوح پیدا ہو جاتی ہے ؟ اگر ہمارا رویّہ سچّی محبّت کا نہیں ہے تو بشارت شروع کرنے سے پہلے ہم اِس رُوحانی جنگ میں ہار گئے ہیں ۔ علاوہ ازیں یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ مَیں مُسلمانوں سے تو محبّت رکھتا ہُوں لیکن اسلام سے عداوت رکھتا ہُوں کیونکہ یہ خیال ابلیس کی طرف سے ہے اور خُدا سے اس کا کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی انجیل کی تعلیم سے اس خیال کی مطابقت ہے کیونکہ مسیح وُہ نُور ہے جو ہر انسان کو روشن کرتا ہے (یُوحنّا ۱ : ۹) یہ نہیں ہو سکتا کہ وُہ مذہب جس کے معتقد صدیوں سے کروڑوں کی تعداد میں اس خیال کی جن میں بہُت سے عُلما اور مہذب اشخاص شامل ہیں سچائی اور روشنی سے بالکل خالی ہیں ، اس میں شک نہیں کہ وُہ مُسلمان مسیحی مذہب کے عقائد و مسائل کو غلط طور پر سمجھتے اور بیان کرتے رہے ہیں ۔ لیکن یہ بھی درست ہے کہ مسیحی بھی بعض اوقات اہل اسلام کے عقائد کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں اور اُن تعلیمات کی تردید کرتے رہے ہیں ، جن کو اعلیٰ تعلیم کے سمجھدار مُسلمان خود ہی نہیں مانتے ۔ کبھی کبھی ہماری یہ کوشش رہی کہ ہم مسیحیت کی بہتر باتوں کا مُقابلہ اسلام کی بدترین باتوں کے ساتھ کریں ۔ اگر مسیحیت سچّی ہے تو ہمیں اس قابل ہونا چاہیئے کہ جو خوبی ہمیں اسلام میں ملے بخُوشی تسلیم کریں کیونکہ ہمارے یُوں کرنے سے ہمارے مُسلمان بھائی حق کی طرف زیادہ متوجہ

ہوں گے۔ لہٰذا ہم اُن دشمنوں کی طرح جو ہر طریقے پر اُن کے ایمان کو غلط ثابت کرنے کے مشتاق ہیں اُن کے پاس نہ جائیں بلکہ ہم اُن محبوب دوستوں کی طرح جو اس کی خوبیوں پر تو خوش ہیں، لیکن پھر بھی کوئی بہتر چیز پیش کرنے کے متمنی ہیں مثلاً اہلِ یہود کے حق میں پولوس رسول کا رویہ ملاحظہ ہو۔ (رومیوں ۱۰: ۱-۲)

(ب) اسلام کے لئے ہماری سمجھ

اگر ہم اہلِ اسلام میں مؤثر مبشر ہونا چاہتے ہیں تو یہ جاننا کافی نہیں کہ ہم اُس کے بنیادی خیالات اور اعتراضات پر مسیحیوں کے عام جواب سے واقف ہوں، بلکہ ہمارا یہ اخلاقی فرض ہے کہ ہم اسلام کی گہرائیوں کو سچ مچ سمجھنے کی کوشش کریں یعنی ہم اسلام کی اُن اندرونی باتوں کو جن کے سبب وُہ اہلِ اسلام کے نزدیک اتنا قابلِ قدر ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے پہلے ہم میں محبت کا رویہ پیدا ہونا چاہیئے اور علاوہ ازیں وقت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ہمیں مسلمانوں کی باتیں سننے اور سمجھنے کے لئے راضی ہونا ہے کہ وُہ اپنے ایمان اور دلی تجربات کی بابت ہمیں کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یہ بات ایک مناظر کے مطالعہ سے بالکل مختلف ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں مناظرانہ رنگ کو نظر انداز کرنا ہوگا۔ میدانِ مناظرہ میں ہم دلیل کے بل بوتے پر مناظرہ کو جیت سکتے ہیں لیکن اس طریق سے ہم رُوحوں کو نہیں جیت سکتے، کیونکہ جب ہم نے اپنے مخالف پر ایک لفظی فتح پائی ہے تو وُہ اور بھی زیادہ مخالفت پر تل جائے گا۔ بیشک اعتراضات کے جوابات دینے اور ذہنی مشکلات دُور کرنے کے لئے موزوں طریق اور وقت کی ضرورت ہے۔ جب ہم

کسی متلاشئ حق سے دوچار ہوتے ہیں اور جب دُوسرے لوگ ہم پر حملہ کرتے ہیں تو رسُول کے کہنے کے مطابق ہمیں جواب دینے کے لئے ہر وقت مستعد رہنا چاہیئے ۔ لیکن ہمارے جوابات میں حلم اور خوف ہونا چاہیئے (ملاحظہ ہو ا پطرس ۲ : ۱۵) مقدم بات یہ ہے کہ ہم ایک محبّت بھرا طریق اختیار کریں اور اس طرح سے مسیحیت اور اسلام کی اُس قدیم دُشمنی کو مٹانے کی کوشش کریں جو صلیبی جنگوں اور دیگر جھگڑوں میں نظر آتی ہے ، جہاں مسیحی بعض اوقات ظالم اور بے انصاف ثابت ہُوئے ۔

(ج) اہلِ اسلام کو خُوشخبری دینا ہم کس طرح اپنی خُوشخبری کو پیش کریں کہ اہلِ اسلام اُس سے قائل ہوں ۔ ہم ذیل میں چند تجاویز پیش کرتے ہیں ۔

۱۔ ہمارا مقدم کام مسیح کی مُنادی کرنا ہے ۔ جو باتیں اس موضُوع پر اُوپر بیان ہو چکی ہیں اُن کا بہُت ساحصّہ ویسا ہی ہے جیسا مسیحیوں میں مُنادی کرنے کے متعلق بتایا گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں واقعات ، تمثیلات اور معجزات بیان کرسکتے ہیں اور اُن کی تفسیرات پیش کرسکتے ہیں ۔ گنہگاروں کے لئے مسیح کے مرنے کا تذکرہ کرنے سے نہ جھجکیں ، حالانکہ اسلام اس خیال کو رد کرتا ہے ، کیونکہ اسی پر ہماری نجات کا دار و مدار ہے ۔

۲۔ ہم کتاب مقدس کی آیات کثرت سے استعمال کریں ، کیونکہ اہلِ اسلام مقدس کتابوں کا احترام کرتے ہیں اور اُن کے الفاظ اکثر اُن میں قائلیت پیدا کرتے ہیں ۔ چاہیئے کہ ہم کتاب مقدس کے بغیر اُنہیں

پیش کر سکیں ۔ بازاری منادی میں کتاب مقدس کھول کر پڑھنے سے اکثر سامعین کی توجہ کھو جاتی ہے ۔ ہم انجیلی واقعات کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں ، لیکن ایسی صورت میں ہم یہ ظاہر نہ کریں کہ ہم انجیل مقدس کا اقتباس پیش کر رہے ہیں ، جبکہ دراصل ہماری باتیں انجیل میں مندرج نہیں ۔

۳۔ تقریر کرتے وقت ہم اہل اسلام کے نظریات کا خیال رکھیں اور براہِ راست اُن کا ذِکر نہ کریں اور نہ کھُلم کھُلا اُن کی درستی کرنے کی کوشش کریں ۔ لہٰذا ہم اُن باتوں پر زور نہ دیں ، جن کو مسلمان بڑے زور و شور سے ردّ کرتے ہیں مثلاً ابنیتِ مسیح ۔ عام منادی میں اِن باتوں پر زور نہ دینا بُزدلی نہیں ہے بلکہ دانائی ہے کیونکہ یہ بات درست نہیں کہ ہم سے ناراض ہو کر وہ ہماری نصیحتوں سے فائدہ نہ اُٹھائیں ۔

۴ ۔ اِس سبب سے ہمارا فرض ہے کہ ہم نہ تو براہ راست اور نہ کنایتاً اسلام پر حملہ کریں ۔ اگر ہم دیگر انبیا کے ساتھ مسیح کا مقابلہ کریں یا یہ کہیں کہ کسی اور نبی نے ایسے کام نہیں کیئے تو شاید ایک لحاظ سے اس قسم کے الفاظ محمدؐ یا کسی اور نبی پر حملہ کرنے کے متراِدف ہوں گے ۔

۵ ۔ قرآن شریف کے حوالے دے دے کر مسیحی حقائق کو ثابت کرنے کی کوشش کرنا غلط ہے ، کیونکہ اس سے یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ ہم قرآن شریف کو خُدا کا کلام سمجھتے ہیں ۔ ایسی صورت میں ہمارے سامعین براہِ راست ہم سے اِس خیال کی مزید تحقیق کریں گے تو ہم شش و پنج میں پڑیں گے کہ ہم کیا جواب دیں ۔ علاوہ ازیں تعلیم یافتہ سامعین قرآن کی اُس تفسیر کو جو ہم کرتے ہیں ، کبھی قبول نہیں کریں گے

اُور نہ ہی یہ تسلیم کریں گے کہ آپ کو تفسیر کرنے کا حق حاصل ہے برعکس اس کے لاعلم لوگ شاید یہ سمجھیں گے کہ آپ محض اسلام پر لیکچر دے رہے ہیں۔

۶۔ اکثر اوقات شخصی گواہی مؤثر ہوگی۔ اگر ہم سادہ الفاظ میں یہ بیان کر سکیں کہ خُداوند مسیح نے ہمارے لئے کیا کیا ہے اُور ہمارے لئے وہ کیا حقیقت ہے تو بہُت موزوں ہوگا۔

۷۔ ہم لفظی تنازعہ سے بچنے کی کوشش کریں تاہم دوران گفتگو میں ہمیں بار بار معترضین سے دو چار ہونا پڑے گا۔ لہذا بائبل مقدس میں معترضین کو جواب دینا بہُت مفید ثابت ہوگا۔ اِس مقصد کے لئے ایسے ایسے حوالہ جات یاد ہونے چاہئیں جو عام اعتراضات کے جوابات دینے میں مُفید ثابت ہوں۔ اگر ایسے حوالہ جات کو بائبل کے کسی خالی ورق پر لکھ لیا جائے تو اُنہیں فوری طور سے ڈھونڈنے میں مدد حاصل ہوگی۔

ہم خُداوند کے اُس طریق پر غور کریں، جس سے وُہ عوام کے ساتھ گفتگو کرتا تھا۔ ہم خاص طور پر اس بات پر غور کریں کہ وُہ کیونکر گفتگو کے موضُوع کو ایک اعلیٰ سطح پر لے آتا ہے مثلاً ملاحظہ فرمائیں (یُوحنّا ۴: ۲۰-۲۴) جب یہُودی اُور سامری کے مابین پرستش کی جگہ کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے تو اُس وقت خُداوند حقیقی اُور رُوحانی پرستش کے موضُوع کو پیش کرتا ہے۔ ہم بھی یہ کوشش کریں کہ مباحثہ کے کسی عام مضمون سے لوگوں کی توجہ کو ہٹا کر ایسی باتیں چھیڑیں، جن سے اُن کے دِلوں اُور اُن کی ضمیروں پر اثر ہو مثلاً اگر کفارے پر بحث ہو رہی ہو تو ہم

لوگوں پر یہ بات واضح کرنے کی کوشش کریں کہ وہ خُدائے اقدس کے سامنے گنہگار ہیں تاکہ وہ اپنی رُوحانی حالت پر سوچیں اور گُناہ کی معافی کے طالب ہوں۔

۹۔ یاد رکھیں کہ گفتگو میں شخصی رویّہ اور اخلاق اکثر اوقات ہمارے الفاظ سے زیادہ مؤثر ہوگا۔ اگر ہم اُس شخص کے دِل پہ اثر نہ بھی کر سکیں۔ تاہم دیگر لوگ سُن رہے ہوں گے اور وہ متاثر ہوں گے۔ سامعین کی رُوحوں کے لئے آپ کی محبّت و فکر اور عوام کی بدتمیزی کے مدِّ مقابل آپ کا صبر اور بُردباری عام طور پر بشارت کے کام میں سب سے مؤثر چیزیں ہیں۔

۱۰۔ ہمیں اُن مسیحی کُتب سے واقفیت ہونی چاہیئے جو اہلِ اسلام کے لئے تصنیف کی گئی ہیں تاکہ ہر ایک شخص کی ضرورت کے موافق ہم کوئی موزوں کتاب پیش کر سکیں۔ سماعی کلام تو وہ ایک ہی بار سُنے گا لیکن تحریری کلام وہ شاید بار بار پڑھے گا اور بعد ازاں وہ کُتب دیگر لوگوں کے ہاتھ میں جا سکتی ہیں۔

ہمیں مندرجہ ذیل چار قسم کے لٹریچر کی ضرورت ہے۔

i۔ پہلی مُلاقات کے لئے۔

ii۔ دُوسری مُلاقات کے لئے (اُوپر کی سطح پر لانے کے لئے)

iii۔ تیسری مُلاقات کے لئے (قائلیت)

iv۔ آخری مُلاقات کے لئے (آخری سطح پر لانے کے لئے)

د۔ بازاری مُنادی

اہلِ اسلام کے لئے مندرجہ بالا باتیں عام اجلاس یا شخصی گفتگو سے علاقہ

رکھتی ہیں ۔ بازاری مُنادی کی چند خاص مُشکلات ہیں اور ہمارا
عملی تجربہ ہمیں چند مفید باتیں سکھاتا ہے ۔
۱۔ ہم گانے سے یا مل کر چند آیات پڑھنے سے لوگوں کو جمع کر
سکتے ہیں ۔ موخرالذکر طریقہ کا یہ فائدہ ہے کہ اُس سے بہُت سے
لوگ انجیل کی باتیں سُنتے ہیں ۔ ہمیں نعرہ لگانے سے گریز کرنا چاہیئے
کیونکہ نعرہ لگانا اکثر سیاسی رنگ اختیار کر لیتا ہے ۔ گیت گانے کے
وقت کتابوں کی فروخت کی جا سکتی ہے ، لیکن جب کوئی کلام پیش
کرنے لگے تو اُس وقت خرید و فروخت کو بند کرنا چاہیئے تاکہ سب
لوگوں کی پُوری توجہ بولنے والے کی طرف لگی رہے ۔
۲۔ آپ کلام پیش کرنے کی غرض سے ایک اُونچی جگہ پر کھڑے
ہو جائیں ، جہاں سامعین راستہ روکے بغیر کھڑے ہو سکیں ۔ اپنی آواز
کو اس قدر بلند کریں کہ آپ کی آواز بہُت سے لوگوں کو سنائی دے
سکے ۔ عورتیں اکثر گھروں سے یا چھتوں پر چڑھ کر کلام سُنتی ہیں ، بشرطیکہ
مقرر کی آواز کافی اُونچی ہو ۔ نماز کے وقت یا اس کے قریب مساجد
کے باہر بولنے یا گانے سے گریز کریں ۔
۳۔ بازاری مُنادی میں عموماً ورد نہیں پڑھنا چاہیئے ، کیونکہ ورد
پڑھتے وقت حاضرین کی توجہ قائم نہیں رہے گی تاہم ایک یا دو آیات
پڑھی جا سکتی ہیں ۔ لیکن اُن کو زبانی سُنانا زیادہ اچھا ہے ۔ بولتے
وقت تحریری ہدایات سے کام نہیں لینا چاہیئے ۔
۴۔ بازاری مُنادی میں آپ کی تمہید دلچسپ اور توجہ کھینچنے والی
ہونی چاہیئے ۔ مثلاً ہم اخبار میں سے کوئی تازہ خبر ، کوئی واقعہ

جس سے دُنیا کا اضطراب ۔ انسانی دِل کی بے چینی ۔ لڑائی کا خطرہ گُناہ کی پَیدا کردہ بربادی وغیرہ پیش کئے جا سکتے ہیں یا ہم فوراً بائبل مقدّس کی کوئی کہانی یا واقعہ شرُوع کر سکتے ہیں، جس میں کوئی رُوحانی سبق ہے ۔ ہم اپنے وعظ کو آدم اور حوّا سے شرُوع نہ کریں اور نہ آیات کی تفسیر سے شرُوع کریں ۔ بلکہ اِن دونوں طریقوں سے ہم خُداوند یسُوع مسیح کا ذِکر کرنا شرُوع کر سکتے ہیں ۔ اگر کسی طرح ہم لوگوں میں گویا ضرُورت کا احساس یا خُداوند یسُوع مسیح کے متعلق دلچسپی پیدا کر سکیں تو ہم کامیاب ہُوئے ہیں ۔ عام بازاری مُنادی کے دوران ہم اس بات کی توقع نہیں کر سکتے کہ مُسلمان خُداوند مسیح کو نجات دہندہ قبُول کریں ۔ جو لوگ شعر و شاعری میں دلچسپی رکھتے ہیں وُہ سامعین میں دلچسپی پیدا کرنے کے ایماء سے اشعار استعمال کر سکتے ہیں، بشرطیکہ اِن کے اشعار کا ایسا مفہُوم ہو جو واعظ کے درس کے مطابق ہو ۔

۵ ۔ بازاری مُنادی میں ہم اناجیل کی تلاوت کے فوائد پر ضرُور زور دیں اور وعظ ختم کرتے وقت اُن کو پیش کریں ۔ مزید معلُومات کے لئے اپنا ایڈریس دینا مفید ہے اور انجیل کے حِصص میں آپ کا پتہ اور بائبل کا مطالعہ بذریعہ خط و کتابت کے متعلق پرچے ہونے چاہئیں ۔

۶ ۔ اگر مُنادی کے وقت لوگ بیچ میں بولیں تو اُن کو کہیں کہ وُہ بعد ازاں آپ کو آپ کے گھر پہ آ کر مزید معلُومات حاصل کریں یا اگر آپ اُن کی تسلّی کر سکیں تو آپ اعلان کریں کہ وعظ کے بعد سوال و جواب

کا وقت دیا جائے گا۔ کسی کو کبھی بھی اپنے سامنے بولنے کی اجازت نہ دیں۔ اگر وُہ بولنا اور شور کرنا بند نہیں کرتے، یہاں تک کہ آپ کی باتیں سُنائی نہیں دیتیں تو یہ بہتر ہو گا کہ ایک بھائی کو اُن کے ساتھ چھوڑ دیں اور باقی لوگ دُوسرے بھائیوں کے ساتھ جا کر کسی دُوسری جگہ مُنادی کریں۔

باب ششم

بشارت کیلئے پاسبان کی ذمہ داری

۱۔ پاسبان کو اپنی جماعت کے لوگوں کی اِن رُوحوں سے محبت ہونی چاہیئے، جو اُس کے سپُرد کی گئی ہیں۔ اُسے اس بات کے لئے بڑی فکر ہونی چاہیئے کہ ہر ایک مسیحی واقعی خُداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبُول کرتا ہے۔ کسی کی رُوحانی حالت کو درست نہیں سمجھنا چاہیئے جب تک کہ اس بات کے یقین کے لئے کوئی سبب نہ ملے کسی شخص کا عبادت میں باقاعدہ آنا اِس یقین کا کافی ثبوت نہیں ہے، اُسے چاہیئے کہ وُہ شخصی گفتگو میں ذاتی طور سے مسیح کو قبُول کرنے کی ضرورت واضح کرے۔ اُس کو وقتاً فوقتاً اِسی خاص مقصد سے مُنادی کرنا چاہیئے اور ایسے نتائج کی توقع رکھنی چاہیئے جو اُسے معلُوم ہو

جائیں گے۔

۲۔ پاسبان کو مسلمان پڑوسیوں کی رُوحوں سے بھی محبت ہونی چاہیئے۔
بہُت سے پاسبان کلیسیائی کام میں سرگرم ہیں، لیکن غیر مسیحیوں کی رُوحانی
ضرُورت کے بارے میں وُہ بالکل بے پروا ہیں۔ یاد رہے کہ اُن کی
رُوحوں کی ذمہ داری بھی ہم پر رکھی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو حزقی ایل
۳: ۳۳، اعمال ۱۸: ۶، ۲۰: ۲۶۔

بشارت اَور آپ کی ذمہ داری

بعض پاسبانوں کے دماغ میں مسلمانوں کے متعلق
ایک قسم کا سماجی تعصّب یا احساسِ کمتری پایا جاتا ہے۔ چاہیئے
کہ وُہ دِل میں اس بات کو مانیں اَور توبہ کر کے اس سے رہائی پائیں۔

۳۔ پاسبان کو خود عملی طور پر مُبشّر بننا چاہیئے۔ "اَور اُس نے بعض
کو رسُول اَور بعض کو نبی اَور بعض کو مُبشّر اَور بعض کو چرواہا اَور اُستاد
بنا کر دے دیا۔" (افسیوں ۴: ۱۱) اس آیت سے یوُں معلوم ہوتا
ہے کہ مُبشّر کا عہدہ پاسبان کے عہدے سے مختلف تھا اَور بیشک
بعض ایسے لوگ ہیں جو اس خدمت میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔
لیکن کئی انجیلی حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ ہر پاسبان کو مُبشّر بننا لازم
ہے۔ (ملاحظہ ہو ۲ تیمُتھیُس ۴: ۵)

۴۔ پاسبان کو چاہیئے کہ بشارت کے کام کے لیئے اپنے لوگوں کو
تربیت دے۔ آرچ بشپ ٹیمپل نے کہا ہے کہ خُدّام الدین کا مقدم
کام یہ ہے کہ بشارت کے کام میں اپنے لوگوں کو تربیت دیں۔ اس
کا مطلب یہ ہے کہ اپنی تعلیم اور نمونے سے لوگوں کو بشارت کے

لئے ترغیب دیں (بشارت کی ذمہ داری کے متعلق بائبل کے مفید اسباق کتاب بنام "دورِ حاضرہ میں بشارت" کے پہلے حصہ میں ملیں گے) پاسبان کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے ساتھ لے جائے۔ حصہ لینے میں اُن کی حوصلہ افزائی کرے جبتک کہ وہ خود پاسبان کے بغیر بشارتی کام نہ کرسکیں۔ وہ اُنہیں سکھائے کہ وہ نہ صرف مُنادی وغیرہ میں حصہ لیں بلکہ شخصی گفتگو سے مسیح کے لئے رُوحیں جیتیں۔ وہ پاسبان خوش نصیب ہے جس کی جماعت میں ایک ایسا گروہ قائم ہوگیا ہے۔ یاد رہے کہ سب لوگ خواہ وہ کتنے ہی سرگرم کیوں نہ ہوں، شاید اس قابل نہ ہوں گے کہ مؤثر طور پر سرِبازار میں مُنادی کرسکیں۔ اس کام کے لئے قوتِ گفتار کی قابلیت کا ہونا لازمی امر ہے، اور جو ایسی قابلیت نہیں رکھتے یا ظاہرداری کے لئے کھڑے ہوکر مُنادی کرنا پسند کرتے ہیں۔ اِن کو حکمتِ عملی سے روکنا پاسبان کا فرض ہے۔ تاہم ہر ایک شخص اس قابل بن سکتا ہے کہ شخصی طور پر لوگوں کو خُداوند کے پاس لائے۔

۵۔ پاسبان کو چاہیئے کہ وہ ہر وقت تیار رہے کہ مُتلاشیانِ حق کا خیرمقدم کرے۔ اگرچہ اُسے اس کام میں خود تکلیف اُٹھانی پڑے تاہم وہ اپنے لوگوں کی ضروریاتِ زندگی مہیا کرے۔ اگر گرجا گھر کے پاس ایسے لوگوں کی رہائش کے لئے ایک کمرہ مخصوص ہو سکے تو بہت موزوں ہوگا۔

۶۔ پاسبان کو چاہیئے کہ وہ اس بات کے لئے تیار رہے کہ مُتلاشیانِ حق کے آگے شخصی گفتگو میں محبت اور صبر سے مسیح کی دعوت کو پیش کرے اور اُنہیں مسیح کے تابع ہونے کے لئے کہے۔ اس بات کے لئے اُنہیں صلاحکاری یا شخصی خدمت کے کام میں ماہر ہونا چاہیئے۔ یاد رہے کہ جب کوئی شخص

مسیحی بننے کا شوق ظاہر کرے اور اُس کی نیّت بالکل خالص ہو تو بھی اُسے محض تعلیم دینے کی ضرورت نہیں ہوتی ، بلکہ اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اُسے شخصی طور سے اُس مُقام پر لایا جائے کہ وہ مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرلے ۔ یہ کام تعلیم کے شروع کرنے سے پہلے یا اُس کے دوران میں یا اُس کے خاتمہ پر کیا جا سکتا ہے ۔ ایسے شخص کو غالباً تعلیم کے ابتدائی دَور میں شخصی قبولیت کا خاص موقعہ دینا بہتر ہوگا اَور اِس طرح سے باقی تعلیم اُس کے لئے زیادہ پُرمعنی ثابت ہوگی اَور یُوں اُس کے دماغ میں یہ خیال پیدا نہ ہوگا کہ فقط مذہبی تعلیم پانا ہی کافی ہے ۔

۷۔ پاسبان کو چاہیئے کہ وہ اُس مُتلاشی کو کلیسیائی اختیار اَور انتظام کے اصُولات سے بپتسمہ کے لئے تیار کرے ۔ اس سلسلہ میں کتاب بنام دَورِ حاضرہ میں بشارت کا چوتھا رسالہ ملاحظہ فرمائیں ۔ نیز کتاب بنام "کتاب مُقدس کی چوبیس کہانیاں" بھی پڑھیں ۔ یہ ایک بڑی مُفید کتاب ہے ۔

بابِ ہفتم

چند مؤثر طریقہائے بشارت

کتاب بنام "دورِ حاضرہ میں بشارت" کے موضوع پر ایک رسالہ شامل ہے، جس میں مندرجہ ذیل مضامین پر کافی بحث کی گئی ہے۔

۱۔ اہلِ اسلام کے ساتھ شخصی گفتگو۔

۲۔ خط و کتابت کے ذریعے بشارت دینا۔

۳۔ مسیحی ایمان کے بارے میں اہلِ اسلام کے ساتھ تبادلۂ خیالات۔

لیکن بہت سے اور طریقے ہیں جو اس میں مندرج نہیں یا جن کا فقط سرسری طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ سال رواں میں ایک ایسا پرچہ شائع کیا جائے گا، جس میں ایسے ایسے طریقے بتائے جائیں گے جن سے چھوٹی مقامی کلیسیا بشارت کے کام میں حصہ لے سکتی ہے۔ ان کے علاوہ بشارت کے لئے مندرجہ ذیل طریقے غور طلب ہیں۔

۱۔ بازاری مُنادی یہ پُرانا طریقہ اب بھی کافی جگہوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اکثر کم تیاری کے سبب یہ طریقہ مؤثر ثابت نہیں ہوتا۔ بازاری مُنادی کرتے ہُوئے آپ بڑی ہوشیاری سے کتابوں کا استعمال کریں اور ہمیشہ اُن لوگوں کی تاک میں رہیں جو خاص دلچسپی سے خُدا کا کلام سُنتے ہیں تاکہ اُن سے واقفیت

پیدا کر کے مزید کام کیا جائے۔

۲۔ گواہی کے جلوس

ایک منظم جلوس مسیحیوں کے لئے بڑی حوصلہ افزائی اور مسلمانوں تک علم پہنچانے کا باعث ہو سکتا ہے، اور اس بات کا ثبوت ہے کہ کلیسیا بیدار ہے اور دوسرے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کی ذمہ دار ہے۔ ضروری ہے کہ جو لوگ اس میں حصہ لیں وہ سنجیدہ طور پر اور دعائیہ روح سے ایسا کریں۔ لوگ بھیڑوں کے گلہ کی طرح نہیں بلکہ پلٹن کی طرح بازار سے گذریں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جلوس میں جاتے وقت ہر ایک بات میں اپنے لیڈر کا حکم مانیں۔ جلوس کو وقتاً فوقتاً ٹھہرا کرنا چاہیئے تاکہ بلند آواز سے آیات بولی جائیں یا مختصر تقریریں کی جائیں۔ جلوس کے ساتھ آیات کے اشتہار ہونے چاہئیں، اور تقریروں کے دوران کلام کے حصے فروخت کئے جانے چاہئیں۔ جلوس میں گانے والی پارٹی بھی ہونی چاہیئے اور یہ کوشش کی جائے کہ سب لوگ مل کر گائیں۔ بعض جگہوں میں ایک بیل گاڑی پلیٹ فارم کا کام دے سکتی ہے۔

۳۔ عام بشارتی اجلاس

عام بشارتی اجلاس اگر پوری تیاری سے کئے جائیں تو بہت مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ آپ پہلے چھوٹے اشتہار تقسیم کریں اور اگر ممکن ہو تو لوگوں کو شخصی طور سے اجلاس میں شمولیت کے لئے مدعو کریں۔ بشارتی اجلاس کے اشتہارات بازاروں میں تقسیم نہ کئے جائیں، بلکہ صرف خاص اشخاص کو شمولیت کے لئے دعوت دی جائے۔ لوگوں کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے اپنے سوالات لکھ کر پیش کریں تاکہ جلسے کے دوران میں یا آخر میں ان کے جوابات دیئے جا سکیں۔ لیکن

ایسے جلسے بھی مؤثر ہو سکتے ہیں، جن میں سوالات کا موقع نہیں دیا جاتا۔ اگر کسی مہم کا اہتمام کیا گیا ہو، جس میں انجیل کے حصص یا بشارتی پرچے گھروں میں بانٹے گئے ہوں تو اُس کے بعد جلسوں کا ایک سلسلہ مُفید ثابت ہوگا۔ علاوہ ازیں ایک اعلیٰ درجے کا بُک سٹال کھولا جانا چاہیئے اُور اگر کوئی شخص دلچسپی ظاہر کرے تو اُس کے ساتھ آئندہ بھی تعلق قائم رکھا جائے اُور اُس سے کہا جائے کہ وُہ بذریعہ خط وکتابت کلام کا مطالعہ شروع کرے۔ ایسے جلسوں کا اہتمام کسی ہال میں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ کھُلے میدان میں لوگوں کو قابُو میں رکھنا کچھ مُشکل ہے۔ عبادت گاہ میں جلسوں کا اہتمام کرنا درست نہیں، کیونکہ بعض غیر مسیحی لوگ وہاں آنے سے گریز کریں گے۔

۴۔ کتھا اس طریق سے ایک مسیحی خادم باری باری گیت گانے اُور مُنادی کرنے اُور مسیحی کہانیاں سُنا سُنا کر خُوشخبری پیش کرتا ہے۔ یہ طریقہ ہندوستان میں ہر دلعزیز ہے اُور یہ طریقہ پاکستان میں بھی مُفید ہو سکتا ہے۔ اگر گویّا اچھّا ہو تو لوگ گھنٹوں بیٹھے سُنتے رہیں گے۔ گیت کے الفاظ دوہرانے میں گانے والا گروہ مدد دے سکتا ہے۔ لیکن اگر لوگوں کو سلسلۂ کلام صفائی سے سُنانا ہو تو ہر مصرعہ پہلی بار ایک آواز سے گایا جائے۔

۵۔ گھر گھر جانے کی مہم اس طریقے کے مطابق ایک خاص رقبے کے اندر تمام سڑکیں گروہ کے افراد میں تقسیم کی جاتی ہیں اُور وُہ ایک ہفتے کے اندر ہر ایک گھر میں پہنچتے ہیں۔ پہلی دفعہ وُہ کوئی بشارتی پرچہ یا انجیل کا مقدّس کوئی حِصّہ لوگوں کو دیتے

ہیں اور ان سے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ کیا اسے پڑھ سکیں گے یا نہیں۔ دو تین ہفتے کے بعد آپ کو وہاں دوبارہ پہنچنا چاہیئے۔ اس موقعہ پر کچھ گفتگو ہو سکتی ہے اور ساتھ ہی کوئی اور کتابچہ یا اجلاس کے سلسلہ میں دعوت دی جا سکتی ہے۔ جہاں جہاں ایسے لوگ ملیں جنہیں مذہبی دلچسپی ہو تو اُن کے ایڈریس لکھ لیں اور بذریعہ خط و کتابت بائبل کے مطالعہ کے کورس کی تفصیل اُن کو بھیج دیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی خاص کوشش کی جائے۔

۶۔ بشارتی دورہ یہ ایک ایسا دورہ ہے، جس میں ایک گروہ منادی کرتا ہے اور مسیحی کتابیں فروخت کرتا ہُوا جگہ بہ جگہ پھرتا ہے۔ یہ بہت مؤثر طریق ہو سکتا ہے اور حصہ لینے والوں کے لئے بھی رفاقت اور خدمت کے پُرلطف مواقع پیدا کرتا ہے۔ اگر اس علاقہ میں مسیحی ہیں تو گروہ اُن کے ہاں ٹھہر سکتا ہے ورنہ وہ اپنے ساتھ خیمے لے جائیں یا انہیں سراؤں میں ٹھہرنا چاہیئے۔ دورے میں اپنے ہمراہ بہت سی کتابیں ساتھ لے جانی چاہئیں۔ اس میں حصہ لینے والوں کو کچھ تکلیفیں برداشت کرنی ہوں گی۔ جو اشخاص دلچسپی ظاہر کریں اُن کے پتے لکھ لئے جائیں اور اُن سے خط و کتابت جاری رکھیں۔ اگر ممکن ہو تو کچھ عرصہ کے بعد اُس علاقے میں پھر جانا چاہیئے۔

۷۔ کمانڈو مہم اِس مہم کو دو یا تین ہفتے تک کافی کارندے ایک یا دو مراکز سے چلاتے ہیں۔ وہ شب و روز

نزدیک کے گاؤں میں پہنچتے ہیں اور مسیح کی منادی کرتے ہیں۔ اس کا پروگرام یوں مرتب کرنا چاہیئے کہ ہر گاؤں میں لوگ کئی دفعہ جا سکیں، تاکہ شخصی واقفیت پیدا ہو جائے، اور سلسلہ وار تعلیم بھی دی جا سکے۔ اِس تعلیم کے لئے مشہور و معروف کتاب بنام "کتاب مقدس کی چوبیس کہانیاں" مفید ثابت ہوئی ہے۔ اِس کتاب میں سے پانچ یا چھ اسباق مہم سے پہلے چُنے جا سکتے ہیں اور پہلے ہی سے شُرکائے مہم اُن کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ہر روز مل کر گروہ کے لئے بائبل کا مطالعہ اور دُعا کے لئے وقت مقرر ہونا چاہیئے۔ رات کے جلسوں میں فلم سٹرپس (FILM STRIPS) استعمال ہونے چاہئیں۔ مگر ایسی مہم کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اُس کے نتائج سنبھالنے کا بھی کوئی طریقہ ہو۔

۸۔ میلوں میں منادی کرنا میلوں میں لوگوں کے بڑے بڑے ہجوم منادی کا نہایت اعلیٰ موقع پیدا کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر ایک کلیسیا کا فرض ہے کہ جس حلقہ کے اندر ایسے میلے ہوتے ہیں، اُن میں بشارتی کام کی وُہ ذمہ داری اُٹھائے اور سوچ سمجھ سے اُس کی تیاری کا اہتمام کرے۔ اُس میں ایک خیمہ ہونا چاہیئے، جہاں کتابیں فروخت ہوں اور وہاں وقتاً فوقتاً منادی کی جائے، اور گیتوں کے ذریعے بشارت دی جائے۔ ساتھ ہی مبشرین کتابیں لے کر ہجوم میں اِدھر اُدھر پھر سکتے ہیں۔

۹- مسیحی کُتب خانہ

ہر شہر میں ایک مسیحی کُتب خانہ ہونا چاہیئے - اس میں مسیحی کتابوں کے علاوہ اخبار بھی رکھے جا سکتے ہیں - کتابیں (DISCOUNT) پر مِل سکتی ہیں - جس کا نفع اخراجات کے پُورا کرنے میں مدد ہوگا - اگر ہوسکے تو وہاں ایک علیٰحدہ کمرہ بھی ہونا چاہیئے جس میں آنے والوں کے ساتھ شخصی گفتگو ہو سکے - اِس کام میں رضاکار مددگاروں سے مدد لی جا سکتی ہے - لیکن عموماً مالی ذمہ داری کسی خاص شخص کو دینی چاہیئے - اِس کے علاوہ بشارتی ہفتوں میں یا دیگر ایسے اوقات پہ گرجے کے سامنے یا کسی کالج یا سکول کے نزدیک یا بازار میں عارضی کتاب گھر قائم کیئے جا سکتے ہیں -

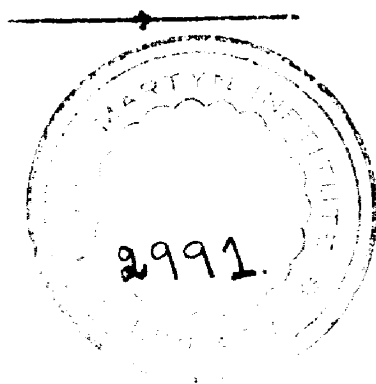
۱۰- گرجا گھر بشارت کا مرکز ہونا چاہیئے

شہری گرجا گھر کے سامنے ایک تختہ ہونا چاہیئے ، جس پر اوقاتِ عبادت لکھے ہوں یا عبادت میں شمُولیت کی دعوت دی جائے - اس کے علاوہ مسیحی (پوسٹر) اشتہار اور انجیلی آیات بھی چسپاں کی جائیں - اگر اس کے ساتھ روشنی کا بھی انتظام کیا جا سکے تو بہتر ہوگا - اتوار کی عبادت کے بعد جب مسیحی لوگ گرجا کے پھاٹک پر اکٹھے ہوں تو مُنادی کرنے کا اچھا موقعہ نِکل آتا ہے -

۱۱- ڈرامہ

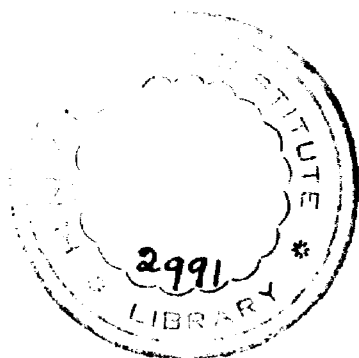
ڈرامہ بھی بشارت کا مؤثر طریقہ ہو سکتا ہے - آج کل بہُت سے مسیحی ڈرامے تصنیف ہو چکے ہیں اور

عقلمند نوجوان خود بھی کوئی ڈرامہ مرتب کر سکتے ہیں۔ بائبل کی بعض کہانیاں مثلاً نیک سامری۔ مسرف بیٹا۔ فلپی کا داروغہ۔ دانیل کے واقعات۔ ولادت مسیح خاص موضوعات ہیں، جنہیں دورِ حاضرہ میں ڈرامائی شکل دی جا سکتی ہے۔ ڈرامے کا نصب العین یہ ہونا چاہیئے کہ مسیح کی قدرت کو ظاہر کیا جائے اور اُس کی خوشخبری دی جائے۔ حاضرین کو ہنسانے میں کوئی نقصان نہیں، لیکن ہم اپنے نصب العین کو متواتر سامنے رکھیں۔



پی۔ آر۔ بی۔ ایس پریس لاہور میں باہتمام پرنٹر و پبلشر مسٹر ڈی۔ ایس کے فضل سیکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔

The publication of this book was assisted by a grant made by the W.P.C.C. Literature Board.



'inted at the P. R. B. S. Press and Published by
Mr. V. S. K. Fazal, Secretary, Punjab Religious
Book Society, Anarkali, Lahore.